عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوّت

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد:۲۱ | ۲۴ تا ۲۹/ شعبان المعظم ۱۴۲۳ھ بمطابق یکم تا ۷/ نومبر ۲۰۰۲ء | شمارہ:۲۳

قیمت: روپے

خدا پر مکمل بھروسہ

مجسم قرآن

حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کا جذبۂ اتباعِ سنّت

مسلمان بھائیوں سے صاف صاف باتیں

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org

ریڈیو کی اذان پر روزہ افطار کرنا درست ہے:

س:...... ہمارے گھروں کے قریب کوئی مسجد نہیں ہے جس کی وجہ سے ہم لوگ اذان آسانی سے نہیں سن سکتے تو رمضان شریف میں ہم لوگ افطاری ریڈیو کی اذان سے کرلیں' جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ریڈیو والے اعلان کرتے ہیں: ''کراچی اور اس کے مضافات میں افطاری کا وقت ہوا چاہتا ہے۔'' ٹائم بھی بتاتے ہیں اور اس کے بعد فوراً اذان شروع ہوجاتی ہے' گزشتہ رمضان میں بھی ہم لوگ جونہی شام کو ریڈیو پر اللہ اکبر سنتے تھے تو روزہ افطار کرلیتے تھے۔ آپ مہربانی فرماکر کتاب وسنت کی روشنی میں ہمیں بتائیں کہ آیا ہماری افطاری صحیح ہوتی ہے یا نہیں؟

ج:...... ریڈیو پر صحیح وقت پر اطلاع اور اذان دی جاتی ہے اس لئے افطار کرنا صحیح ہے۔

ہوائی جہاز میں افطار کس وقت کے لحاظ سے کیا جائے؟

س:...... طیارہ میں روزہ افطار کرنے کا کیا حکم ہے جبکہ طیارہ ۳۵ ہزار فٹ کی بلندی پر محو پرواز ہو اور زمین کے اعتبار سے غروب آفتاب کا وقت ہوگیا ہو' مگر بلندی پرواز کی وجہ سے سورج موجود سامنے دکھائی دے رہا ہو تو ایسے میں زمین کا غروب معتبر ہوگا یا طیارہ کا۔

ج:...... روزہ دار کو جب آفتاب نظر آرہا ہے تو افطار کرنے کی اجازت نہیں ہے' طیارہ کا اعلان بھی مہمل اور غلط ہے۔ روزہ دار جہاں موجود ہو وہاں کا غروب معتبر ہے۔ پس اگر وہ دس ہزار فٹ کی بلندی پر ہو اور اس بلندی سے غروب معتبر ہے۔ پس اگر وہ دس ہزار فٹ کی بلندی پر ہو اور اس بلندی سے غروب آفتاب دکھائی دے تو روزہ افطار کرلینا چاہئے جس جگہ کی بلندی پر جہاز پرواز کررہا ہے وہاں کی زمین پر غروب آفتاب ہورہا ہو تو جہاز کے مسافر روزہ افطار نہیں کریں گے۔

بیماری بڑھ جانے یا اپنی یا بچے کی ہلاکت کا خدشہ ہو تو روزہ توڑنا جائز ہے:

س:...... مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ ایک شخص کو قے آجاتی ہے اب اس کا روزہ رہا کہ نہیں یا اگر کوئی مرد یا عورت روزہ رکھنے میں بیماری بڑھ جانے یا جان کا خطرہ محسوس کرے تو کیا وہ روزہ توڑسکتا ہے؟

ج:...... اگر قے آپ سے آپ آگئی تو روزہ نہیں گیا خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ۔ اور اگر خود اپنے اختیار سے قے کی اور منہ بھر کر ہوئی تو روزہ ٹوٹ گیا ورنہ نہیں۔

اگر روزہ دار اچانک بیمار ہوجائے اور اندیشہ ہو کہ روزہ نہ توڑا تو جان کا خطرہ ہے' یا بیماری کے بڑھ جانے کا خطرہ ہے ایسی حالت میں روزہ توڑنا جائز ہے۔

اسی طرح اگر حاملہ عورت کی جان کو یا بچے کی جان کو خطرہ لاحق ہوجائے تو روزہ توڑ دینا درست ہے۔

کیا غیر رمضان میں تراویح تہجد کی نماز کو کہا گیا ہے؟

س:...... کیا غیر رمضان میں تراویح تہجد کی نماز کو کہا گیا ہے؟ اور یہ کہ تہجد کی کتنی رکعتیں ہیں؟ قرآن وحدیث کے حوالے سے جواب دیجئے؟

ج:...... تہجد الگ نماز ہے جو کہ رمضان اور غیر رمضان دونوں میں مسنون ہے۔ تراویح صرف رمضان مبارک کی عبادت ہے' تہجد اور تراویح کو ایک نماز نہیں کہا جاسکتا' تہجد کی رکعات چار سے بارہ تک ہیں درمیانہ درجہ آٹھ رکعات ہیں اس لئے آٹھ رکعتوں کو ترجیح دی گئی ہے۔

جو شخص روزہ کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ بھی تراویح پڑھے؟

س:...... اگر کوئی شخص بوجہ بیماری رمضان المبارک کے روزے نہ رکھ سکے تو وہ کیا کرے؟ نیز یہ بھی فرمائیے کہ ایسے شخص کی تراویح کا کیا بنے گا؟ تراویح پڑھے گا یا نہیں؟

ج:...... جو شخص بیماری کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا اسے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔ تندرست ہونے کے بعد روزوں کی قضا رکھ لے اور اگر بیماری ایسی ہو کہ اس سے اچھا ہونے کی امید نہیں تو ہر روزے کے بدلے صدقۂ فطر کی مقدار فدیہ دے دیا کرے' اور تراویح پڑھنے کی طاقت رکھتا نہیں تو ہر روزے کے بدلے صدقۂ فطر کی مقدار فدیہ دے دیا کرے۔ اور تراویح پڑھنے کی طاقت رکھتا ہو تو اسے تراویح ضرور پڑھنی چاہئے' تراویح مستقل عبادت ہے یہ نہیں کہ جو روزہ رکھے وہی تراویح پڑھے۔

http://www.khatme-nubuwwat.org

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

سرپرست اعلیٰ
حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ

سرپرست
حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

جلد:۲۱ | ۲۳ تا ۲۹ / شعبان المعظم ۱۴۲۳ھ بمطابق یکم تا ۷ نومبر ۲۰۰۲ء | شمارہ:۲۳

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا عبدالرحیم اشعر
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سید احمد جلال پوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

سید اطہر عظیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ
ٹائٹل ودیزائن: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

اداریہ	
خدا پر مکمل بھروسہ (مولانا محمد الحسنی)	4
	6
مجسم قرآن (مفتی احمد الرحمنؒ)	9
حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کا جذبہ اتباع سنت (مولانا نجم الدین اصلاحی)	13
حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ ایک عہد ساز شخصیت (مولانا اللہ وسایا قاسم)	15
مسلمان بھائیوں سے صاف صاف باتیں (مولانا محمد سلمان منصور پوری)	17
مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت آخری اور فیصلہ کن بات (مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ)	21
قادیانی جماعت کے نام ایک کھلا خط (مولانا مفتی محمد امتیاز)	24

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ: ۷ روپے
ششماہی: ۱۷۵ روپے سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
اکاؤنٹ نمبر 363-8 اور اکاؤنٹ نمبر 927-2
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

زر تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت،
مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۱۶۰ امریکی ڈالر

لندن آفس:
35,Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Tr
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Ka
Ph: 7780337 Fax:7780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

ختم نبوۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگراور ردّ قادیانیت کورس

انشاءاللہ ۳۱/اکتوبر' یکم نومبر کو پاکستان کے تاریخی شہر چنیوٹ سے متصل دریائے چناب کے کنارے چناب نگر سابقہ چک ڈھگیاں (ربوہ) کی مسلم کالونی میں دوروزہ اکیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ المشائخ خواجگان مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم کی صدارت میں منعقد ہورہی ہے جس سے تمام مکاتب فکر کے علماء کرام عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت' توحید باری تعالیٰ' سیرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم' عظمت صحابہ کرام و اہل بیت' حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام' اتحاد امت' تردید قادیانیت' قادیانیوں کے کفریہ عقائد' جہاد اور دہشت گردی میں فرق' عیسائیت کی مشنری سرگرمیاں' یہودیوں کی اسلام دشمنی جیسے اہم موضوعات پر خطاب کریں گے۔ کانفرنس کا آغاز انشاءاللہ ۳۱/اکتوبر کو صبح دس بجے شیخ المشائخ مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ اور شیخ طریقت حضرت سید انور حسین نفیس شاہ الحسینی مدظلہ کی دعا سے ہوگا جبکہ کانفرنس کی چند نشستوں سے جمعیت علماء اسلام کے قائد اور متحدہ مجلس عمل کے سیکریٹری جنرل مولانا فضل الرحمٰن' جماعت اسلامی کے سربراہ قاضی حسین احمد' نائب امیر لیاقت بلوچ' سیکریٹری جنرل سید منور حسن' جمعیت علماء اسلام کے رہنما حافظ حسین احمد' مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہ' جامعہ نعیمیہ کے رئیس مولانا سرفراز نعیمی' جمعیت علماء پاکستان دستوری گروپ کے صدر انجینئر سلیم اللہ' جمعیت اہلحدیث کے پروفیسر ساجد میر' جامعہ اسلامیہ راولپنڈی کے سربراہ قاری سعید الرحمٰن' جمعیت علماء اسلام (س) کے سربراہ مولانا سمیع الحق' ماہنامہ الشریعۃ کے مدیر مولانا زاہد الراشدی' جمعیت علماء اسلام کے رہنما مولانا فداء الرحمٰن درخواستی' جامعہ اشرفیہ کے نائب مدیر مولانا فضل الرحیم' وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سربراہ مولانا سلیم اللہ خان' وفاق المدارس العربیہ کے سیکریٹری جنرل قاری محمد حنیف جالندھری' جمعیت علماء اسلام صوبہ سندھ کے سیکریٹری جنرل ڈاکٹر خالد محمود سومرو' مولانا شفیق الرحمٰن درخواستی' تنظیم اہلسنت کے سربراہ مولانا عبدالستار تونسوی' مولانا محمد احمد لدھیانوی' مولانا عبدالغفور حقانی' مولانا عبدالکریم' جمعیت اہلحدیث کے مولانا ضیاء اللہ شاہ' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' مولانا اللہ وسایا' مولانا اسماعیل شجاع آبادی' مولانا نذیر احمد تونسوی' مفتی محمد جمیل خان' مولانا خدا بخش شجاع آبادی' مولانا بشیر احمد' مولانا احمد میاں حمادی اور دیگر زعماء کے خطابات متوقع ہیں۔ کانفرنس میں انشاءاللہ پاکستان بھر سے ہزاروں جاں نثاران ختم نبوت شرکت کریں گے۔ قیام پاکستان کے بعد جب قادیانیوں کا اکھنڈ بھارت کا منصوبہ ناکام ہوا اور قادیانیوں کو قادیان چھوڑ کر پاکستان آنا پڑا تو سر ظفر اللہ قادیانی انگریزوں کی سرپرستی کی وجہ سے وزیر خارجہ بن گیا اس دور میں قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا بشیر الدین محمود کی ایما پر پنجاب میں دریائے چناب کے کنارے واقع "چک ڈھگیاں" کے علاقہ میں ۱۰۳۳ ایکڑ سات کنال آٹھ مرلے پر مشتمل اراضی ایک آنہ فی مرلہ قیمت پر قادیانی جماعت نے خرید کر اس کا نام "ربوہ" رکھا اور ہندوستان سے آنے والے تمام قادیانیوں کو وہاں آباد کر کے ایک ایسی قادیانی اسٹیٹ بنائی گئی جہاں کسی مسلمان کو رہنے کی اجازت نہیں تھی' یہاں تک کہ اگر کوئی مسلمان افسر تبادلہ ہو کر وہاں آجاتا تو اسے تنگ کر کے وہاں سے بھگا دیا جاتا اور اگر کوئی قادیانی مسلمان ہوجاتا تو اس پر زندگی تنگ کردی جاتی' بعض واقعات میں ایسے نومسلموں کو قادیانیوں نے شہید بھی کیا۔ اس علاقہ کو اپنا مرکز بنا کر قادیانیوں نے قادیانی کی طرح یہاں بھی اپنا سالانہ جلسہ شروع کردیا۔ یہ صورتحال مسلمانوں کے لئے بہت تشویشناک تھی۔ اس تین روزہ سالانہ اجتماع میں قادیانی گروہ مسلمانوں کو مرتد بنانے' اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا منصوبہ تیار کرتا تھا۔ اس صورتحال کے پیش نظر امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ' مولانا محمد علی جالندھریؒ' قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ وغیرہ نے فیصلہ کیا کہ ربوہ کے قریب سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا آغاز کیا جائے تاکہ دنیا کے سامنے مسلمانوں کا موقف بھی آجائے۔ اس سلسلہ میں جب درخواست دی گئی تو حکومت نے مسلمانوں کو جلسہ کرنے کی اجازت نہیں دی اور یہ عذر پیش کیا کہ ربوہ قادیانیوں کی ملکیتی زمین ہے' وہاں پر ختم نبوت کانفرنس منعقد نہیں کی جاسکتی اس لئے چنیوٹ یا کسی اور علاقہ میں ختم نبوت کانفرنس منعقد کرلی جائے۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے احباب کے مشورے سے چنیوٹ میں تین روزہ ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ کیا۔ اس طرح یہ سلسلہ شروع ہوا کہ چنیوٹ میں مسلمان ختم نبوت کانفرنس منعقد کرتے اور ربوہ میں قادیانی اپنا سالانہ جلسہ کرتے۔ ۱۹۵۲ء میں مرزا بشیر الدین محمود نے پاکستان میں قادیانی اسٹیٹ بنانے کے عزائم ظاہر کئے اور اس سلسلے میں بلوچستان کو ٹارگٹ بنایا' سابق وزیر خارجہ ظفر اللہ قادیانی نے کراچی میں سیرت کے نام پر جلسہ کر کے اس مہم کا آغاز کرتے ہوئے نعوذ باللہ اسلام کو "مردہ مذہب" اور قادیانیت کو "زندہ مذہب" سے تعبیر کیا' جس پر تمام مکاتب فکر کے علماء کرام نے قادیانیوں کے اس منصوبے کو ناکام بنانے کا عزم ظاہر کرتے ہوئے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے مطالبہ کے ساتھ اپنی تحریک کا آغاز کیا۔ ۱۹۵۲ء کے اختتام پر امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے اعلان کیا کہ ۱۹۵۲ء گزر گیا ۱۹۵۳ء مسلمانوں کا سال ہے۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں حکومت نے قادیانیوں کی سرپرستی کی' لاہور میں مارشل لاء لگایا گیا۔ ایک لاکھ سے زائد علماء کرام اور جاں نثاران ختم نبوت کو گرفتار کیا گیا اور دس ہزار مسلمان نوجوانوں نے جام شہادت نوش کیا۔ حکومت نے تحریک ختم نبوت کو کچلنے کے لئے بھرپور طاقت استعمال کی۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ منظور نہیں کیا گیا۔ مجلس احرار اسلام پر پابندی لگ گئی' دو تین سال رہائی وغیرہ میں گزر گئے۔ ۱۹۵۴ء میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام سے دوبارہ کام کا آغاز کیا گیا اور اس کے پہلے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ قرار پائے۔ تمام پاکستان میں دوبارہ دفاتر قائم کر کے مبلغین کا تقرر کیا گیا اور تبلیغی انداز میں تردید قادیانیت کی مہم شروع کی گئی اور چنیوٹ میں ۳/اکتوبر ۱۹۵۴ء کو کانفرنس کا بھی

ختم نبوۃ

دوبارہ آغاز کیا گیا اور یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ مولانا محمد علی جالندھریؒ مولانا لال حسین اخترؒ مولانا محمد حیاتؒ کے بعد علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ مجلس تحفظ ختم نبوت کی مسند امارت پر رونق افروز ہوئے۔ ۲۹/مئی ۱۹۷۴ء کو چناب نگر ریلوے اسٹیشن پر نشتر میڈیکل کالج کے مسلمان طلباء پر موجودہ قادیانی سربراہ مرزا طاہر کی قیادت میں ایک ہزار سے زائد قادیانی غنڈوں نے حملہ کیا اور ان طلباء کو مار مار کر ادھ موا کر دیا۔ علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ علاج کی غرض سے سوات میں مقیم تھے۔ یہ خبر سن کر آپ واپس تشریف لائے اور تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کا آغاز ہوا۔ یہ تحریک تقریباً سو دن چلتی رہی۔ مولانا مفتی محمودؒ علامہ شاہ احمد نورانی‘ مولانا غلام غوث ہزارویؒ مولانا عبدالحقؒ پروفیسر عبدالغفور احمد‘ نوابزادہ نصر اللہ خان سمیت تمام مذہبی اور سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں نے اس تحریک میں حصہ لیا‘ جبکہ ملک کے کروڑوں مسلمانوں نے اس عظیم مقصد کے لئے قربانی دینے کا عزم کیا۔ قومی اسمبلی میں حزب اختلاف کی طرف سے علامہ شاہ احمد نورانی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد پیش کی۔ آخر کار ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو ذوالفقار علی بھٹو نے حالات کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے بل پر دستخط کئے اور قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیدیا۔ ۲۶/ستمبر ۱۹۷۴ء کو مسلمانوں نے ربوہ کی سرزمین پر پہلی مرتبہ نماز ظہر ادا کی اس طرح ربوہ کے ایک علاقہ میں مسلمانوں کی آبادکاری شروع ہوئی۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا بل تو منظور ہوا مگر قانون سازی نہ ہونے کی وجہ سے ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے کا مطالبہ منظور نہیں ہوا۔ ۱۹۸۴ء میں حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ کی قیادت میں تحریک چلی۔ تمام سیاسی اور مذہبی جماعتوں نے اس تحریک کا بھرپور ساتھ دیا۔ بالآخر جنرل محمد ضیاء الحق نے امتناع قادیانیت آرڈی نینس پر دستخط کرکے ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا۔ چنیوٹ میں ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کا سلسلہ اس دوران حسب سابق جاری رہا۔ ۱۹۷۶ء میں جماعت نے ربوہ میں ۹ کنال زمین خرید کر مسجد اور مدرسہ بنانے کا آغاز کیا اور مسجد کی تعمیر کے بعد ۱۹۷۶ء میں پہلی ختم نبوت کانفرنس کا آغاز کیا گیا جس کا سلسلہ الحمدللہ آج اکیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس تک جاری ہے اور انشاءاللہ جب تک اللہ کو منظور ہوگا جاری رہے گا۔ اس دوران قادیانیوں کو ایک مرتبہ پھر اس وقت ہزیمت اٹھانا پڑی جب چک ڈھڈیاں کا ان کی جانب سے رکھا گیا نام ربوہ باقاعدہ قانونی طور پر تبدیل ہوا اور اس کا نیا نام چناب نگر رکھا گیا‘ اس لئے اب گزشتہ کئی سالوں سے یہ کانفرنس چناب نگر کی سرزمین پر منعقد ہوتی ہے۔ دریں اثنا امسال بھی سالانہ رد قادیانیت وعیسائیت کورس منعقد ہوا جس میں علماء اور مسلم نوجوانوں کو عقیدہ ختم نبوت‘ تردید قادیانیت وعیسائیت کی خصوصی تربیت دی گئی۔ اس سال سالانہ ختم نبوت کانفرنس کے موقع پر جماعت کے مرکزی رہنماؤں اور دیگر علماء کرام کی موجودگی میں انشاءاللہ ان طلباء کو انعامات اور سند امتیاز سے نوازا جائے گا۔

رمضان میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے بھرپور تعاون کی ضرورت

ماہ مبارک اپنی آب وتاب اور رحمتوں وبرکتوں کے ساتھ سایہ فگن ہوا ہی چاہتا ہے۔ ہر طرف نیکیوں کی بہار ہے۔ مسلمانان عالم دن میں روزے رکھ کر اور رات کو تراویح اور تہجد ادا کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی سعادت کے حصول کے تصور سے سرشار ہیں۔ ماہ مبارک میں حدیث شریف کے مطابق نیکیوں کا اجر ستر گنا ہوجاتا ہے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کے انعامات میں بہت زیادہ اضافہ ہوجاتا ہے۔ اس بنا پر اکابر علماء کرام اور مشائخ عظام اپنے متعلقین اور مسلمانوں کو تلقین کرتے ہیں کہ وہ اس ماہ مبارک میں زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ وخیرات کریں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اکابر علماء کرام کی نمائندہ جماعت ہے جو طویل عرصہ سے رد قادیانیت اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کوشاں ہے۔ جماعت یہ فریضہ عام مسلمانوں کے تعاون سے انجام دیتی ہے۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، قاضی احسان احمد شجاع آبادی‘ مولانا لال حسین اختر‘ مولانا محمد علی جالندھری‘ مولانا محمد حیات‘ مولانا تاج محمود‘ شیخ حسام الدین‘ مولانا محمد شریف جالندھری‘ ماسٹر تاج الدین انصاری‘ مفتی احمد الرحمٰن‘ مولانا سید محمد یوسف بنوری‘ شہید ختم نبوت مولانا محمد یوسف لدھیانوی‘ مولانا مفتی محمود رحمہم اللہ اور موجودہ اکابر حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ‘ حضرت سید نفیس الحسینی اور دیگر علماء کرام اس جماعت کے قائدین وسرپرست ہیں۔ ان علماء کرام کی اس جماعت سے وابستگی اس کی حقانیت کی دلیل ہے۔ اس بنا پر تمام مسلمانوں سے اپیل ہے کہ وہ رمضان المبارک میں اس جماعت کے ساتھ عطیات‘ صدقات اور زکوٰۃ وخیرات سے بھرپور تعاون کریں اور دنیا بھر میں ہونے والے تحفظ ختم نبوت کے عظیم کام میں شرکت کرکے عنداللہ ماجور ہوں۔ انشاءاللہ العزیز اس کام میں کسی بھی انداز سے حصہ لینے والوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی۔

متحدہ مجلس عمل کی کامیابی اور قوم کی توقعات

عام انتخابات سے کچھ عرصہ قبل متحدہ مجلس عمل کے نام سے وجود میں آنے والے مذہبی جماعتوں کے اتحاد نے حالیہ عام انتخابات میں خاصی تعداد میں نشستیں حاصل کر کے ملک کے عوام کی اسلام سے وابستگی کا ثبوت فراہم کر دیا ہے۔ یہ بات خوش آئند ہے کہ اسلام کے حوالے سے ملک میں کام کرنے والی سیاسی جماعتیں ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا ہوگئی ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ متحدہ مجلس عمل کے قائدین ملک میں اسلام پر عملدرآمد کو یقینی بنانے‘ غیر اسلامی سرگرمیوں کے خاتمے‘ قادیانیوں کی غیر قانونی سرگرمیوں کے سدباب‘ امتناع قادیانیت آرڈی نینس اور توہین رسالت کے قانون سمیت آئین کی تمام اسلامی دفعات کے تحفظ اور ان پر عملدرآمد کو یقینی بنانے کے لئے ہر ممکن جدوجہد کریں۔ قوم ان سے اسی کی توقع رکھتی ہے اور اسی وجہ سے قوم نے انہیں یہ مینڈیٹ دیا ہے‘ جس کی پابندی دیانت کا تقاضا ہے۔

خُدا پر مکمل بھروسہ

امتحانات سے گزر کر منزل تک پہنچنا' قربانیاں دینا اور زندگی کا استحقاق ثابت کرنا ہر زندہ دل اور باشعور قوم کے لئے ایک ایسی شرط ہے جس کے بغیر وہ دنیا کے نقشے میں کسی حیثیت سے کوئی اہم اور ممتاز جگہ نہیں بنا سکتی ہے۔

یہ تو ہر قوم کا حال ہے جس میں کسی مذہب' نسل اور ملک یا وطن کی قید نہیں لیکن امت مسلمہ اس عام قانون پر پوری اترنے کے ساتھ دو چیزوں میں دوسری اقوام سے منفرد اور ممتاز ہے۔

ایک تو یہ کہ اس کی زندگی کے نقشے میں امتحانات و مشکلات اور قربانیوں و آزمائشوں کو ایک ایسا تقدس حاصل ہے اور ان قربانیوں کے بارے میں ایسی نعمتیں ملنے والی ہیں کہ جس کے بعد یہ زندگی دشوار اور موت آسان معلوم ہونے لگتی ہے:

"اس نوید جاں فزا سے سر وبال دوش ہے"

دوسرے یہ کہ ان امتحانات اور آزمائشوں کے پیچھے اسباب و شرائط کا ایک پورا سلسلہ ہے۔ یہ آزمائشیں اندھے کی لاٹھی نہیں جس میں مجرم اور بے گناہ' قابل سزا اور قابل انعام کسی کی تخصیص نہ ہو۔ یہ ظاہری حالات کا قدرتی نتیجہ ہیں کہ جن کی کوئی غیر مادی توجیہ ممکن نہیں بلکہ یہ ظاہری حالات بھی قدرت الٰہی کے فیصلہ و مشیت کا نتیجہ ہیں۔ چنانچہ جب کوئی مومن کسی ابتلا اور آزمائش سے دوچار ہوتا ہے تو اس کو اس کی فکر و جستجو ہوتی ہے کہ اس ابتلا و مصیبت کا حقیقی سبب کیا ہے؟ اور اس کو دور کرنے کی کیا تدبیر ہے؟

جہاں تک ان قربانیوں کے تقدس و رفعت اور ان عظیم وعدوں کا تعلق ہے جو مسلمانوں سے اس ضمن میں کئے گئے ہیں' قرآن و حدیث میں جگہ جگہ بہت خاص انداز میں اس کا ذکر ہے۔ بار بار مختلف اسالیب اور مختلف پیرایوں میں اس کو دہرایا گیا ہے۔ چنانچہ اہل ایمان کے لئے صاف ارشاد خداوندی ہے:

مولانا محمد الحسنیؒ

"اور ہم تمہارا امتحان کریں گے کسی قدر خوف اور فاقے سے اور مال اور جان اور پھلوں کی کمی سے اور آپ ایسے صابرین کو بشارت سنا دیجئے جن کی یہ عادت ہے کہ ان پر جب کوئی مصیبت پڑتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہیں اور ہم سب دنیا سے اللہ تعالیٰ ہی کے پاس جانے والے ہیں۔ ان لوگوں پر خاص رحمتیں بھی پروردگار کی طرف سے ہوں گی اور عام رحمت بھی ہوگی اور یہی لوگ ہیں جن کی (حقیقت حال تک) رسائی ہوگی۔"

اس آیت کریمہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ امتحانات کی یہ تمام قسمیں مسلمانوں کی ترقی اور رفع درجات نیز کھرے اور کھوٹے کی تفریق کے لئے ضروری ہیں۔ اس کے لئے بشارت ان صبر کرنے والوں کو دی گئی ہے جو ہر مصیبت کے وقت خدا کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ صبر کا مطلب یہ نہیں ہے کہ صبر کر کے گھر بیٹھ رہا جائے یا یہ کہ انا للہ پڑھ کر سر سے بوجھ اتار لیا جائے یا ماتم اور نوحہ خوانی شروع کر دی جائے بلکہ صابرین سے مراد وہ لوگ ہیں جو ایسے نازک موقع پر کوئی حرف شکایت زبان پر نہیں لاتے' نہ اپنی قسمت کا ماتم کرتے ہیں' نہ زبان کا شکوہ' نہ دوسروں کو الزام دے کر اپنے کو بے قصور سمجھتے ہیں' بلکہ استقامت اور پامردی کا ثبوت دیتے ہوئے خدا کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اپنا ایمان و یقین از سر نو تازہ کرتے ہیں۔ اپنی زندگی کا جائزہ لیتے ہیں اور یہ دیکھتے ہیں کہ اس میں کیا خامیاں ہیں' جن کو احساس ندامت کے آنسوؤں سے پاک کرنے کی ضرورت ہے' وہ کیا ایسے برے اعمال اور بری عادتیں ہیں جو خدا کو ناراض کرنے والی اور اس کی نگاہ رحمت کے لئے حجاب بن رہی ہیں؟ ان مصائب و مشکلات کا حل ان کے نزدیک انابت الی اللہ اور پھر اس انابت پر استقامت ہے اور بس!

قرآن مجید کا ارشاد ہے:

”بعض مسلمان جو کفار کی ایذاؤں سے گھبرا جاتے ہیں تو کیا ان لوگوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ وہ اتنا کہنے پر چھوٹ جائیں گے کہ ہم ایمان لے آئے اور ان کو آزمایا نہ جائے گا اور ہم تو ان لوگوں کو بھی آزما چکے ہیں جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں۔ سو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جان کر رہے گا۔ جو سچے تھے اور جھوٹوں کو بھی جان کر رہے گا۔“ (سورۃ عنکبوت:۱،۲)

دوسرا اور نہایت اہم پہلو یہ ہے کہ ہمیں دیکھنا چاہئے کہ یہ آزمائشیں کیوں پیش آتی ہیں اور یہ مصیبتیں کیوں نازل ہوتی ہیں۔ قرآن مجید کا صاف اعلان ہے:

”اور خدا نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں۔“ (سورۃ نحل:۳۳)

یہ دراصل ان باطنی اور حقیقی اسباب کی طرف اشارہ ہے جو ظاہر پرست یا ظاہر بین انسانوں کو نظر نہیں آتے اور وہ اس کا علاج بھی ان سطحی' وقتی اور جزئی چیزوں سے کرنا چاہتے ہیں جو بعض اوقات ان کے لئے مزید دردسر کا سامان پیدا کر دیتی ہیں اور مصیبت بالائے مصیبت بن جاتی ہیں۔ وہ ظاہری اور مادی اسباب کے جال میں اس طرح گرفتار ہیں کہ خالق اسباب کی طرف ان کی نظر ہی نہیں جاتی حالانکہ قرآن مجید کی صرف یہی ایک آیت ہم کو لرزا دینے کے لئے کافی ہے:

”کیا ان کو دکھائی نہیں دیتا کہ یہ لوگ ہر سال میں ایک بار' دو بار کسی نہ کسی آفت میں پھنستے رہتے ہیں! مگر پھر بھی باز نہیں آتے اور نہ وہ کچھ سمجھتے ہیں۔“ (التوبہ:۱۲۶)

سب علاج برحق اور اپنی اپنی جگہ صحیح ہو سکتے ہیں' احساس و شعور کی بیداری بھی ضروری ہے۔ احتجاج اور اظہار کرب بھی بالکل قدرتی اور زندگی کی علامت ہے۔ مظلوموں کی امداد اور غم خواری بھی بلاشبہ ایک ضروری فریضہ اور وقت کا فوری تقاضا ہے۔ موجودہ المیہ اپنی اس دردناکی کے پیش نظر جس کی زندہ شہادت ان بے گناہوں کا خون ہے جو غنڈا گردی اور بہیمانہ تشدد کا شکار ہوئے اور جس کی بولتی ہوئی تصویر وہ ہزاروں خانماں برباد انسان ہیں کہ جن کے گھر ویران اور بے چراغ ہیں اور جن کو اس وقت ایک وقت کا کھانا اور پہننے کے لئے کپڑا ابھی نصیب نہیں' عملی امداد کا طالب ہے اور ہنگامی حل چاہتا ہے۔

کیا ہم نے ان واقعات کے بعد کبھی یہ سوچا ہے کہ اس کو راضی کرنے کی کوشش کیوں نہ کریں' جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی باگ ڈور ہے اور جس کے دست قدرت میں آسمان و زمین کی وسعتیں اور ساری دنیا کی طاقتیں ہیں اور جس کو راضی کرنے سے نہ صرف دنیا میں عزت و سربلندی اور سکون و اطمینان حاصل ہو سکتا ہے بلکہ آخرت کی غیر فانی زندگی اور لازوال نعمتیں بھی مل سکتیں ہیں جہاں آدمی کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہنا ہے۔

ہم ظاہری اور سیاسی ذرائع پر تو بھروسا کرتے ہیں' لیکن ہماری وہ بنیاد بے حد کمزور ہے جس پر ان حقوق کی ضمانت دی گئی ہے' وہ بنیاد ہے خدا کے وعدوں پر سچا یقین' خدا پر مکمل اعتماد اور بھروسا' خدا کے راستے میں جان و مال کی قربانی کا جذبہ اور زندگی کے ہر شعبے میں خدا کی مکمل پیروی و اطاعت کا فیصلہ' عزم و استقامت کے ساتھ زندہ رہنے کا جذبہ۔

اس لحاظ سے دیکھئے تو صاف نظر آئے گا کہ ہم ان شرطوں میں سے کوئی شرط بھی پوری نہیں کر رہے ہیں جن پر امن و اطمینان اور عزت و سربلندی کی ضمانت ہے۔

جہاں تک خدا کے وعدوں پر سچے یقین اور خدا پر مکمل اعتماد کا تعلق ہے؟ اس کا حال ہم سب کو خوب معلوم ہے۔ چار چھے آنے کے نسخے پر ہم کو جو یقین ہے؟ دعا پر اس کا عشر عشیر بھی نہیں۔ جتنا اعتماد اور بھروسا ہم کو اپنی ملازمت' تجارت اور بزنس پر ہے اتنا اعتماد ہم کو اللہ تعالیٰ کی رزاقیت اور رحمت پر بھی نہیں۔ ہم اخبار پر یقین کر سکتے ہیں جس کی مبالغہ آرائیوں اور ناانصافیوں بلکہ غلط بیانیوں کا تجربہ ہم کو برابر ہوتا رہتا ہے' ڈاکٹروں اور حکیموں پر بھروسا کر سکتے ہیں جن کی تشخیص اور تجویز کردہ دواؤں پر اکثر اختلاف ہوتا ہے' ہم عطائیوں بلکہ راہگیروں کی بات بھی توجہ اور سنجیدگی سے سن سکتے ہیں اور اس کا یقین بھی کر سکتے ہیں لیکن جس چیز پر ہمارا اعتماد روز بروز کمزور ہوتا جا رہا ہے وہ خدا کے وعدے اور اس کی شرائط پوری کرنے کے نتائج ہیں۔

ہم میں سے کتنے ہیں جن کے تحت الشعور میں یہ ہے کہ اگر فلاں شخص یا فلاں جماعت نہ ہوگی تو ہمارے لئے کتنی دشواریاں پیدا ہو جائیں گی' فلاں حلقہ' برادری یا جماعت ناخوش ہو جائے تو ساری عزت و نیک نامی جاتی رہے گی' فلاں فرد اور حاکم ناراض ہو جائے گا تو نعوذ باللہ رزق کے دروازے بند ہو جائیں گے اور مستقبل تاریک ہو جائے گا۔

ختم نبوۃ

شاعر نے شاید اسی صورت کو پیش نظر رکھ کر کہا تھا:

بتوں سے تجھ کو امید اور خدا سے ناامیدی
مجھے تو بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

ایک دوسری چیز جس کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ قرن اول اور اس کے بعد کی صدیوں میں بھی مسلمانوں کا یہ حال تھا کہ کوئی بڑا اقدام کرنے سے پہلے یا کسی غیر معمولی واقعہ اور نازک حالات میں جس میں مسلمانوں کے لئے بظاہر خطرہ نظر آتا ہے وہ پہلے اپنی طرف سے اطمینان کر لیتے پھر اس کے بعد گردوپیش کا جائزہ لیتے' وہ یہ دیکھتے تھے کہ ہم میں معصیت تو عام نہیں ہوگئی؟ ہماری صفوں میں اختلاف وانتشار تو نہیں؟ ہمارے اندر حرص وطمع اور دنیا کی محبت تو پیدا نہیں ہوگئی ہے؟ اس طرف سے اطمینان ہوجاتا تھا تو ان کا تردد دور ہوجاتا تھا اور وہ محسوس کر لیتے تھے کہ "اذن لا یضیعنا" یعنی پھر اللہ تعالیٰ ہم کو ضائع نہیں کرے گا۔

یہ انداز فکر وہ "شاہ کلید" ہے جس سے زندگی کا ہر قفل کھل سکتا ہے۔ ایک ایک چیز کے لئے فریاد کرنے' در در ہاتھ پھیلانے اور ہر کس وناکس کی خوشامد کرنے سے بہتر یہ ہے کہ اپنے ایمان' اپنے اخلاص' اپنے عمل اور اپنی قربانی سے اس خدا کو راضی کرنے کی فکر کی جائے جس کے ہاتھ میں سب کچھ ہے اور جس کے حقیقی نام لیواؤں اور جس کے نبی کے ادنیٰ غلاموں کا یہ حال ہے کہ دنیا کی بڑی سے بڑی سلطنتیں اور حکومتیں ان کے سامنے مٹی کے گھروندوں اور سنگریزوں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں۔

☆☆..........☆☆

سرگودھا میں امریکا میں توہین رسالت کے بڑھتے ہوئے واقعات کے خلاف زبردست احتجاج

جب کسی ملک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو ہدف بنایا گیا ہے تو وہ ملک تباہ وبرباد ہوکر رہ گیا: مولانا محمد اکرم طوفانی

سرگودھا (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کے زیر اہتمام امریکا میں توہین رسالت کے بڑھتے ہوئے واقعات پر زبردست احتجاج کیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازدواجی زندگی پر مبنی فلم کی نمائش اور مختلف پادریوں کی جانب سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے خلاف ہزیان گوئی مسلمانوں کے لئے شدید غم وغصہ کا باعث بنی۔ اس حوالے سے جامع مسجد بلاک اہل مسلم بازار میں مسلمانوں کے ایک عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی امیر مولانا مفتی عبدالعید نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ اپنے طور پر بھی اخباری بیان اور خطوط کے ذریعے حکومت پاکستان کو متنبہ کریں کہ وہ امریکا سے پاکستانی مسلمانوں کی طرف سے احتجاج نوٹ کرائیں۔ امریکا میں جو حرکات مسلمانوں کے ایمانی احساسات کو مجروح کرنے کے لئے ہورہی ہیں وہ ناقابل برداشت ہیں۔ اگر یہ سلسلہ بند نہ ہوا تو مسلمان احتجاج کے علاوہ بھی کئی اقدامات کرنے پر غور کر سکتے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم نشریات مولانا محمد اکرم نے مغربی حکومتوں کو خبردار کیا ہے کہ وہ اپنی چودھراہٹ کو ایک حد تک رکھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ مسلمانوں کے لئے دنیا کی ہر حساس شئی سے حساس ترین ہے۔ امریکہ میں گزشتہ کئی مہینوں سے دنیا بھر کے مسلم عوام کے جذبات کو مجروح کرنے کی ناپاک کوششیں کی جارہی ہیں' جو کسی بھی عقلمند آدمی کے نزدیک جائز تو کجا ان کے وہم وگمان سے بھی بالاتر ہیں۔ مولانا طوفانی نے مغربی فرماں رواؤں کو مخاطب کرتے ہوئے واضح کیا کہ ظلم کیا یک حد ہوتی ہے' مولانا طوفانی نیا نہیں متنبہ کیا کہ ان کی طرف سے مسلمانوں کے جذبات کو ناپاک سازشوں کے ذریعہ ٹھیس پہنچانا ان کا وطیرہ بن چکا ہے۔ مولانا طوفانی نے کہا کہ تاریخ شاہد ہے کہ جب کسی ملک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو ہدف بنایا گیا ہے تو وہ ملک تباہ وبرباد ہوکر رہ گیا۔ مولانا طوفانی نے کہا کہ ہم مسلمان ہیں اور ہمارا قرآن اور اسلام سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی عزت اور حرمت کی جنگ عرصہ چودہ سو سال سے لڑ رہا ہے۔ مغربی ممالک کے عیسائی اس کا ہم کو یہ صلہ دے رہے ہیں کہ وہاں ان کے ممالک میں ہماری مقدس ترین شخصیت کے خلاف ناپاک کوششیں کی جارہی ہیں' جو مسلمان برداشت نہیں کریں گے۔

مجسم قرآن

مولانا ابو طلحہ

حسب معمول آمنہ کا لال' خدیجہ کا سرتاج' اللہ کا حبیبؐ غار حرا میں بیٹھا اپنی قوم کی حالت پر سوچ رہا تھا اور اپنی عادت کے مطابق عبادت الٰہی میں مشغول تھا کہ ایک فرشتہ آیا اور کہا پڑھ! آپؐ نے جواب دیا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں' فرشتہ نے آپ کو پکڑ کر سینے سے لگا کر اس قدر زور سے بھینچا کہ آپ نے اس کی تکلیف محسوس کی' آپ کو چھوڑ کر کہا پڑھ! پھر آپؐ نے وہی جواب دیا اور اس فرشتے نے وہی عمل دہرایا' تین مرتبہ اس طرح کیا اس کے بعد فرشتے نے کہا ''اقرأ باسم ربك الذي خلق الخ'' آپ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری ہو گئے۔

یہ پہلی وحی تھی اس سے پہلے ایسا واقعہ پیش نہیں آیا تھا' آپ پر اس کا بہت اثر ہوا' آپ فوراً گھر چلے آئے حالت یہ تھی کہ وحی کی شدت سے آپ کے شانہ مبارک پر کپکپی طاری تھی۔ گھر پہنچتے ہی آپ نے کہا مجھے اوڑھا دو' مجھے اوڑھا دو' وفا شعار بیوی نے فوراً آپ کو کمبل اوڑھا دیا' جب سکون ہوا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے معاملہ کی حقیقت دریافت کی آپؐ نے تمام واقعہ بیان کیا اور فرمایا کہ مجھے اپنے آپ پر ڈر محسوس ہو رہا ہے کہ میں کسی خطرے میں نہ پڑ جاؤں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بہت سمجھدار تھیں' زمانے کے بہت سے نشیب و فراز سے واقف تھیں وہ آپؐ کے اخلاق و عادات بھی جانتی تھیں اس لئے فوراً کہا:

''ہرگز نہیں' خدا کی قسم خدا آپ کو کبھی ذلیل و رسوا نہیں کرے گا' آپ صلہ رحمی کرتے ہیں' رشتہ داری کا پاس و لحاظ کرتے ہیں' دوسروں کا بوجھ ہلکا کرتے ہیں' محتاجوں کے کام آتے ہیں' مہمانوں کی ضیافت کرتے ہیں' راہ حق کی تکلیفوں اور مصیبتوں میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔''

(بخاری)

پھر حضرت خدیجہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں اور سب ماجرا کہہ سنایا' انہوں نے تسلی دی کہ یہ وہی ناموس اکبر ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا۔

یہ ایک واقعہ ہے جو صحیح بخاری میں مذکور ہے اس میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ کیا ہے اور ان خصائل حمیدہ کے ذریعے آپ کا تعارف پیش کیا ہے' احادیث میں ایسے بہت سے واقعات ملتے ہیں جن میں اپنوں اور غیروں نے آپ کی صفات عالیہ کو بیان کیا ہے' آپؐ کے اخلاق کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے دریافت کیا تو آپؓ نے جواباً قرآن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق قرار دیا' حدیث میں آپ کی سیرت کا بے بہا ذخیرہ موجود ہے' صرف یہ واقعات ہی نہیں بلکہ احادیث کا ذخیرہ تو سب کا سب آپ کی سیرت ہے' کیونکہ حدیث تو نام ہے آپ کی اداؤں کا' آپ کی زبان مبارک سے ادا ہونے والے حسین الفاظ کا' آپؐ کے دہن مبارک سے جھڑنے والے در منثور کا' احادیث کے پڑھنے سے آپ کا عکس جمیل مکمل طور پر واضح ہو کر صاف و شفاف آئینہ کی طرح سامنے آ جاتا ہے' آپ کا چلنا' پھرنا' اوڑھنا' بچھونا' ہنسنا رونا' آپ کی گفتگو' آپ کے گھریلو معاملات' ازدواجی زندگی' لین دین' کس موقع پر کیا کہا' کس موقع پر کیا کیا' آپ کی خوشی' آپ کا غم' آپ کی مدافعت' آپ کا اقدام' آپ کی صلح' آپ کی جنگ' آپ کا سفر' آپ کا حضر' آپ کے اخلاق' آپ کی عادات' آپ کے معاملات غرضیکہ ایک ایک چیز احادیث میں محفوظ ہے' سیرت نگاری کا سب سے بڑا ماخذ حدیث ہے بلکہ حدیث ہی آپ کی سیرت طیبہ ہے' احادیث سے صرف نظر کر کے آپ کی سیرت مرتب کرنا صرف مشکل ہی

نہیں بلکہ ناممکن ہے یہاں سیرت مرتب کرنا مقصود نہیں بلکہ احادیث کی روشنی میں صرف چند واقعات ایسے ذکر کرنا چاہتا ہوں جس میں آپ کی صفات کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی زبان سے کرایا' اوران واقعات سے آپ کی عظمت' آپ کے ساتھ محبت و شیفتگی کا والہانہ لگاؤ ظاہر ہوتا ہے' تمام واقعات کا احاطہ نہ ہوسکتا ہے اور نہ یہاں اس کی گنجائش ہے' صرف چندواقعات پراکتفا کرتا ہوں۔حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا تعارف کراتے ہوئے فرمایا:

''میرے متعدد نام ہیں' میں محمد بھی ہوں اوراحمد بھی' میرا نام ماحی بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ کفر کو مٹاتا ہے' میں حاشر بھی ہوں کہ لوگوں کو میرے نقش قدم پر اٹھایا جائے گا' اور میرا نام عاقب بھی ہے اور عاقب وہ شخص ہے جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔'' (بخاری ومسلم)

آپ کے مشہور نام محمد واحمد ہیں' اسی مادہ سے ایک نام آپ کا ''محمود'' بھی ہے اور حامد بھی' ''محمد'' کے معنی ہیں وہ شخص جس کی بہت تعریف کی گئی ہو' ''محمود'' کے معنی جس کی ذات وصفات کی تعریف کی گئی ہو'' احمد وہ جس کی تعریف اگلے' پچھلے سب لوگوں نے کی ہو' اور اس کا ایک یہ معنی بھی کیا گیا کہ ''احمد'' وہ جو صاحب لوا احمد ہو جس نے اپنے مولیٰ کی حمد وثنا اس اچھوتے اور نرالے انداز میں کی ہو کہ کسی ذہن وخیال کی رسائی اس تک نہ ہو' ''ماحی'' (مٹانے والا) تمام انبیاً سابقین کی نسبت سب سے زیادہ آپ کے ذریعہ کفر وشرک کو مٹایا گیا' ''حاشر'' (جمع کرنے والا) قیامت کے دن سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر سے اٹھ کر میدان حشر میں آئیں گے' آپ کے بعد باقی لوگ اپنی قبروں سے اٹھیں گے' ''عاقب'' (سب سے بعد میں آنے والا) جس کے بعد کوئی اور آنے والا باقی نہ رہے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب نبیوں کے بعد تشریف لائے' آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

ایک مرتبہ آپ نے ارشاد فرمایا:

''میں محمد واحمد ہوں' میں مُقفّی (تمام پیغمبروں کے بعد آنے والا) ہوں' میں نبی توبہ اور نبی رحمت ہوں۔'' (مسلم)

نبی توبہ کا یہ مطلب ہے کہ آپ کے ہاتھ پر لوگوں نے توبہ کی اور اپنی سابقہ زندگی سے بیزاری کا اظہار کیا یا یہ مطلب ہے کہ آپ توبہ واستغفار بہت کرتے تھے' اور یہ بھی مطلب ہوسکتا ہے کہ آپ کی بدولت آپ کی امت کو یہ سہولت میسر ہوئی' اگر وہ پختہ عزم ویقین کے ساتھ توبہ کرلیں تو ان کی یہ توبہ بارگاہ خداوندی میں قبول ہوتی تھی' جبکہ امم سابقہ کی توبہ صرف زبانی کافی نہیں ہوئی اور جب تک کوئی سزا ان کو نہ دی جاتی ان کی توبہ قبول نہ ہوتی تھی' نبی رحمت تو آپ کی شان ہے' جس کا ظہور آپ کے ایک ایک عمل اور ایک ایک قول سے ہوتا ہے اور جس کی شہادت قرآن نے دی کہ ''ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔''

اس کے علاوہ بھی آپ نے مختلف اوقات میں اپنے متعدد نام بیان کئے جو کتب حدیث وسیر میں تفصیل سے مذکور ہیں۔

عطائے نبوت کے بعد جب آپ کو علانیہ تبلیغ کا حکم ہوا اور آپ نے دعوت عام کا سلسلہ شروع کیا تو وہ قوم جو آبائی تقلید میں اندھی ہوچکی تھی' جو ایک طویل عرصہ سے توحید وصداقت کی آواز حق سے ناآشنا تھی وہ قوم آپ کی مخالفت پر اتر آئی' آپ کو اور آپ کے جانثاروں پر وہ ظلم وستم ڈھایا گیا جوان کے بس میں تھا' جب مکہ کی زمین مسلمانوں کے لئے تنگ ہوئی تو کچھ مسلمانوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے حبشہ کی طرف ہجرت کی تو کفار نے یہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا اور تعاقب کرتے ہوئے نجاشی کے دربار میں پہنچے اور ان لوگوں کی بازیابی کا مطالبہ کیا' نجاشی نے مسلمانوں کو بلا کر ان کے مذہب کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت جعفر طیارؓ اسلام کا تعارف کراتے ہوئے یوں گویا ہوئے:

''اے بادشاہ! ہم سب جاہل اور نادان تھے' بتوں کو پوجتے اور مردار کھاتے تھے' قسم قسم کی بے حیائیوں میں مبتلا تھے' قرابتوں کو قطع تعلق کرتے' پڑوسیوں کے ساتھ بدسلوکی کرتے' ہم میں کا زبردست کمزوروں پر ظلم کرتا اور ان کے حقوق غصب کرتا تھا' اسی حالت میں تھے کہ اللہ نے ہم پر اپنا فضل فرمایا' ہم میں سے اپنا ایک پیغمبر بھیجا جس کے اعلیٰ حسب ونسب سے ہم واقف' جس کی صداقت وامانت ہم میں مسلّم' جس کی عفت وپاکدامنی بے مثل' اس نے ہمیں اللہ کی طرف بلایا اور اپنے ہاتھوں کے تراشیدہ پتھر کے اصنام کو چھوڑ کر ایک اللہ کی عبادت اور بندگی کے لئے کہا۔'' الخ

حضرت جعفرؓ نے اپنی تقریر میں اسلام کی سچائی بیان کی اور پورے اسلام کا اجمالی خاکہ پیش کیا' اس تقریر میں آپ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی اجمالی تعارف پیش کردیا' آپ کے اس اعلیٰ حسب و

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

نسب' آپ کی صداقت و امانت' آپ کی عظمت کا اعتراف ابوسفیان نے قیصر کے دربار میں اس وقت کیا تھا جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دحیہ کلبیؓ کو اپنا قاصد بنا کر قیصر روم کو نامہ مبارک بھیجا اور اسے اسلام کی طرف بلایا اور قیصر نے حقیقت حال معلوم کرنے کے لئے اپنے خدام کو حکم دیا کہ اس خط بھیجنے والے کی قوم کا کوئی فرد آیا ہوا ہو تو اسے میرے پاس لاؤ۔ اتفاق سے قریش کی ایک جماعت کے ساتھ ابوسفیان بھی تھے' قیصر نے ابوسفیان کو اپنے قریب بٹھایا اور سوالات کئے' ان دونوں میں یہ مکالمہ ہوا:

قیصر: تم میں اس کا نسب کیسا ہے؟

ابوسفیان: وہ ہم سب سے عالی نسب ہیں۔

قیصر: ان کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ ہوا؟

ابوسفیان: نہیں۔

قیصر: کیا دعوائے نبوت سے پہلے تم لوگوں نے انہیں کبھی جھوٹ بولتے پایا؟

ابوسفیان: نہیں۔

قیصر: ان کے پیروکار امرأ و دولت مند ہیں یا غریب ونادار؟

ابوسفیان: اکثر غریب اور کمزور۔

قیصر: ان کے ماننے والوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے یا کمی؟

ابوسفیان: دن بدن زیادہ ہوتے جا رہے ہیں۔

قیصر: کیا کسی شخص نے ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد ان کے دین سے بدظن و بیزار ہو کر کبھی ان کے دین کو چھوڑا ہے؟

ابوسفیان: نہیں۔

قیصر: کیا کبھی انہوں نے اپنے عہدو معاہدہ کی خلاف ورزی بھی کی ہے؟

ابوسفیان: نہیں۔

قیصر: کیا کبھی تمہارے ساتھ ان کی جنگ ہوئی ہے؟

ابوسفیان: جی ہاں۔

قیصر: نتیجہ کیا رہا؟

ابوسفیان: جنگ کا پانسہ کبھی ان کی طرف اور کبھی ہماری طرف پلٹتا رہا' کبھی وہ غالب کبھی ہم۔

ہرقل: وہ کیا تعلیم دیتے ہیں؟

ابوسفیان: ایک خدا کی عبادت کرو' کسی اور کو خدا کا شریک نہ بناؤ' نماز پڑھو' پاکدامنی اختیار کرو' سچ بولو' صلہ رحمی کرو۔

اس مکالمہ میں ابوسفیان نے حضورؐ کی نسبی شرافت آپ کی صداقت' آپؐ کے ایفائے عہد کا اعتراف کیا اور اس وقت تک ابوسفیان کے دل میں اسلام نے جگہ نہیں بنائی تھی بلکہ ابوجہل کے بعد کفار کی ریاست اور قیادت اسی کے حصہ میں آئی تھی' احد خندق وغیرہ میں اس کی سپہ سالاری میں کفار کی فوج نے مسلمانوں پر حملہ کیا تھا' ایسے شخص کا اعتراف آپ کے شرف وفضل کی بہت بڑی شہادت ہے۔ اور ان ہی باتوں سے ہرقل نے یہ جان لیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نبی ہیں اور اس نے اس کا برملا اظہار کیا مگر اپنی حکومت وسلطنت کے چھن جانے اور اپنی رعایا کے مخالف ہو جانے کے ڈر نے اسے اسلام قبول کرنے سے باز رکھا' اور وہ ہدایت وفلاح کا یہ سنہری موقع ہاتھ سے کھو بیٹھا۔

کفار اپنی انتہائی کوشش کے باوجود مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کو نہ روک سکے اور اسلام کی روزافزوں اشاعت نے ان کو بوکھلا کر رکھ دیا تو انہوں نے مسلمانوں کے خلاف ایک گہری سازش کی اور کچھ لوگوں کو خدمت اقدس میں بھیجا' انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے اسلام کا اظہار کیا اور یہ تمنا ظاہر کی کہ کچھ لوگوں کو ان کے ساتھ بھیج دیا جائے جو انہیں قرآن اور احکام اسلام کی تعلیم دیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کو ان کے ہمراہ کر دیا' اس جماعت میں زید بن دثنہ' خبیب' عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ عاصم بن ثابتؓ کو ان کا امیر مقرر فرمایا اور جب یہ مقام رجیع پر پہنچے تو ان کفار نے اپنے عمل سے اپنے دل کی بات ظاہر کر دی اور غداری کرتے ہوئے بدعہدی کی۔ ان کے قبیلوں نے مسلمانوں کا گھیراؤ کر کے حملہ کر دیا۔ زید بن دثنہؓ اور خبیب بن عدیؓ کو گرفتار کر لیا گیا اور باقی سب شہید ہو گئے' ان لوگوں نے زید بن دثنہؓ اور خبیبؓ کو قریش کے ہاتھ فروخت کر دیا' زید بن دثنہؓ کو صفوان بن امیہ نے خرید لیا تا کہ اپنے باپ امیہ کے قتل کا بدلہ لے سکے' حرم کے باہر زید کو قتل کرنے کے لئے لے جایا گیا' قریش کے لوگ تماشائی کی حیثیت سے جمع تھے' عین قتل کے وقت ابوسفیان نے زید بن دثنہؓ کو قسم دے کر پوچھا کیا تم یہ پسند کرو گے کہ تم آرام سے اپنے گھر میں رہو اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے بدلے قتل کر دیے جائیں؟ زید بن دثنہؓ نے جواب دیا مجھے تو یہ بھی گوارا نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک کانٹا بھی چبھے

ختم نبوۃ

اور تم قتل کی بات کرتے ہو! ابوسفیان نے جواب سن کر کہا کہ قسم بخدا! میں نے کسی کو کسی سے اتنی محبت کرنے والا نہیں دیکھا۔ (سیرۃ ابن ہشام)

۶ ہجری میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کی غرض سے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے' قریش کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی تو بہت گھبرائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے موقع کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے مناسب خیال کیا کہ صورت حال کو واضح کر دیا جائے کہ ہم صرف عمرہ کے لئے آئے ہیں' کسی اور ارادہ سے نہیں' اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قریش کی طرف بھیجا کہ جا کر صورت حال کی اطلاع دیں۔

ادھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مکہ پہنچے' سرداران قریش سے بات کی ادھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ خبر پہنچی کہ حضرت عثمان کو شہید کر دیا گیا۔ آپؐ نے عثمانؓ کا قصاص لینے کے لئے ببول کے درخت کے نیچے صحابہ سے بیعت لی کہ کوئی راہ فرار اختیار نہیں کرے گا' مسلمان بیعت کر رہے تھے کہ قریش کا قاصد بدیل بن ورقاء آپؐ کی خدمت میں پہنچا اور آپؐ کی آمد کا مقصد پوچھا۔ آپؐ نے اپنا مدعا بیان کیا اور ساتھ ہی یہ بھی ظاہر کر دیا کہ قریش کو مشورہ دو کہ وہ کچھ مدت طے کر لیں' یہ طرفین کے لئے بہتر ہے اور اگر ان کو جنگ کے علاوہ کوئی صورت قبول نہیں تو میں اپنے معاملہ میں ان سے ضرور جنگ کروں گا۔ اس تجویز کو قریش نے بھی پسند کیا' عروہ بن مسعود آپ اور آپ کے صحابہ کے حالات کا جائزہ لینے اور آپؐ سے گفتگو کرنے کے لئے پہنچا' وہ گفتگو کرتا جاتا تھا اور کن انکھیوں سے حالات کا جائزہ بھی لیتا جاتا تھا' وہ واپس پہنچا اور اس نے رپورٹ دی کہ اے میری قوم! میں بڑے بڑے بادشاہوں کے دربار میں گیا ہوں' میں نے قیصر و کسریٰ کی شان و شوکت دیکھی ہے مگر کسی بادشاہ اور حاکم کے درباری اور مصاحبین کو ایسا ادب اور تعظیم کرتے نہیں دیکھا جیسا کہ محمد کے ساتھی کرتے ہیں' وہ جب تھوکتے ہیں تو کوئی نہ کوئی اسے اپنے ہاتھ پر لے لیتا' اور زمین پر گرنے نہ دیتا اور اپنے جسم و چہرے پر مل لیتا' وہ کوئی حکم فرماتے تو ہر شخص تعمیل کے لئے فوراً لپکتا' وہ وضو کرتے تو ان کے وضو کا پانی لینے کے لئے ہر ایک اس طرح ٹوٹ پڑتا کہ لڑائی کا خطرہ ہوتا' کوئی ان سے نظریں نہیں ملا سکتا۔ (بخاری)

بہت سے ایسے واقعات کتب احادیث میں ملتے ہیں۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ:

''میں دس سال آپؐ کے ساتھ رہا' آپؐ نے نہ مجھے مارا نہ ڈانٹا' نہ جھڑکا اور نہ کبھی یہ کہا کہ تم نے یہ کیوں کیا اور کیوں نہیں کیا۔''

معاویہ بن حکم کہتے ہیں:

''میں نے آپؐ سے پہلے آپؐ کی طرح کوئی مربی اور معلم دیکھا اور نہ آپؐ کے بعد۔''

غرضیکہ آپؐ کی بے شمار صفات و خصوصیات کا صحابہ کرامؓ نے حتیٰ کہ آپؐ کے دشمنوں نے اعتراف کیا اور ان کا برملا اظہار کیا جس کی چند مثالیں نمونے کے طور پر ہم نے پیش کی ہیں تفصیل کے لئے کتب حدیث و سیرت کی طرف رجوع کیا جائے۔ ٭٭

توہین رسالت کا جرم ناقابل برداشت ہے

ڈیرہ اسماعیل خان (نمائندہ خصوصی) جیری فال ویل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کر کے مسلمانوں کی غیرت کو للکارا ہے' حکومت فوری احتجاج کرے' مجرم کو سزا نہ دی گئی تو عالمی امن خطرہ میں پڑ سکتا ہے۔ ان خیالات کا اظہار محمد ریاض الحسن گنگوہی' سہیل احمد اعظمی' محمد رمضان طاہر' جنایات خان محسود' شیخ مجید احمد' حاجی جان محمد' رابعہ اختر علی' جاوید اختر' انجینئر عبدالشاہد صادق' محمد شعیب گنگوہی' قاضی عبدالحلیم نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں کیا۔ جیری فال ویل نے دنیا کی عظیم ترین ہستی کے خلاف زبان درازی اور گستاخی کا ارتکاب کیا جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے' اگر اس کے کارروائی نہ کی گئی تو مسلمان سراپا احتجاج بن جائیں گے۔ دریں اثنا ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے علماء نے فال ویل کے خلاف ایک قرارداد مذمت پاس کی۔

خوشخبری

حمد و ثنا اس ذات کے لئے جس نے اپنے لطف و کرم سے ہمیں یہ توفیق بخشی کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ترجمان ہفت روزہ ''ختم نبوت'' اور ماہنامہ ''لولاک'' کو اہل ایمان کے لئے انٹرنیٹ پر پیش کر سکے۔ انشاء اللہ! ہر ہفتہ کا تازہ شمارہ اور ہر ماہ کا تازہ شمارہ آپ اسی پتہ پر ملاحظہ فرما سکیں گے۔

اس کے علاوہ اپنی آراء اور سوالات نیچے دیے گئے ای میل ایڈریس پر بھیج سکتے ہیں:

http://www.weekly khatm-e-nubuwwat.clickhere2.net
http:www.lolaak.clickhere2.net
E-mail:qasimalikhan313@hotmail.com

مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور پاکستان

ختم نبوۃ

حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کا جذبۂ اتباعِ سنّت

جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جس نے میری کسی سنت کو فساد امت کے وقت زندہ کیا اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ اس لئے گزرے ہوئے زمانے میں جب کہ لوگ فرائض کو بھی فراموش کئے ہوئے ہیں' حضرت مدنیؒ نے نہ معلوم کتنی ایسی سنتوں کا احیاء کیا جن کو لوگ بالکل بھلا چکے تھے۔ ایک مرتبہ راقم الحروف ٹانڈہ حاضر تھا' حضرت مدنی قدس سرہ' کو دیوبند جانا تھا اس لئے رات ہی کو اکبر پور اسٹیشن پر سارا قافلہ صبح صادق میں پہنچ گیا۔ امامت کے لئے حضرت نے مجھ کو حکم دیا' میری حالت اس وقت ایسی ہوئی کہ بیان سے باہر ہے بادل نخواستہ لرزتے اور کانپتے ہوئے نماز شروع کردی اور طوال مفصل ہی سے نماز کو ختم کیا بعد دعا حضرت نے فرمایا کہ کیا آپ حافظ نہیں؟ میں خاموش رہا اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مقصد کو نہیں سمجھا کہ آج جمعہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم جمعہ کی نماز فجر میں سورۂ الم سجدہ پہلی رکعت میں اور دوسری رکعت میں سورۂ دھر تلاوت فرمایا کرتے تھے' پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہندوستان بھر کے ائمہ مساجد نے اس سنت کو ترک ہی نہیں کیا بلکہ صاف بھلا دیا ہے' اس وجہ سے میں پڑھتا ہوں کہ ائمہ مساجد اس طرف توجہ کریں اور سنت کے مطابق نماز پڑھیں اور پڑھایا کریں۔ حضرت مدنی قدس سرہ' کی زندگی کا کوئی گوشہ اتباع سنت سے خالی نہیں پایا جاتا اٹھنا' بیٹھنا' سونا' جاگنا' کھانا' پینا' گفتگو کرنا حتی کہ جسم شریف کے کسی عضو کی حرکت خلاف سنت نہیں ہوتی تھی اور یہ حقیقتاً بڑے کمال کی بات ہے کہ مجاہدہ وریاضت ذکر وفکر سے تزکیۂ نفس کرکے انسان کا ہوا پر اڑنا اور پانی پر چلنا اتنا دشوار نہیں ہے' جتنا کہ دشوار اتباع سنت ہے' اور یہی جہاد اکبر ہے' کیونکہ اپنے تقاضے اور اپنی مرضیات کو تج

مولانا نجم الدین اصلاحیؒ

کر محبوب اعظم حضور دشوار اتباع سنت ہے' اور یہی جہاد اکبر ہے کیونکہ اپنے نفس کے تقاضے اور اپنی مرضیات کو تج کر محبوب اعظم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنا پڑتا ہے حضرت مدنی کی زندگی اس دور میں شریعت محمدی اور سنت نبوی کا بہترین نمونہ تھی اور ان کی ہر ادا سے انسانیت نمایاں تھی کیونکہ جو بھی انسان دنیا کے سب سے بڑے انسان کی جتنی اتباع کرے گا وہ اتنا ہی انسانیت سے قریب ہوگا چونکہ حضرت مدنیؒ متبع سنت تھے لہٰذا دیکھنے والا پہلی ہی نگاہ میں بھانپ لیتا تھا کہ واقعی انسان ایسے ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ غیر مسلم بھی آپ سے ملتا تھا تو آپ کا گرویدہ ہو جاتا تھا وہ ہزاروں لاکھوں ارادت مند جو حضرت مدنیؒ سے ذاتی طور پر واقفیت رکھتے تھے اس کی شہادت دینے میں قطعاً تامل نہ کریں گے کہ جس مرشد عالم کے دامان رشد و ہدایت سے وہ وابستہ ہیں ان کے تعلقات کی خوشگواری کا معیار صرف یہی تھا کہ اتباع سنت کا عادی ہو۔ اس قطب عالم کے یہاں رسومات قبیحہ کا تو مسئلہ ہی ختم تھا مباح رسومات میں بھی شرکت کے لئے شرط ہوتی تھی کہ مباح کو سنت کا جامہ پہنایا جائے مثلاً تقریبات نکاح میں شرکت کے لئے ضروری تھا کہ سادگی کا پورا لحاظ رکھا جائے پھر اگر حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے نکاح پڑھوانا ہے تو لازمی تھا کہ مہر فاطمی ہو علماً نے حسب عادت بہت کچھ بحثیں کیں مگر حضرت کے طرز عمل میں تبدیلی نہ کرا سکے کیونکہ یہ بحث خواہ کتنی ہی علمی ہو مگر اس محبوبیت سے محروم ہے جو مہر فاطمی کے مسنونیت کو حاصل ہے ولیمہ مسنونہ کے لئے حضرت کا مطالبہ ہوتا تھا کہ وہ صرف ایک بکری کے مقدار میں محدود رہے گوشت کا شوربا کیجئے یا پلاؤ

ختم نبوۃ

پکوایئے مگر اس کی مقدار ایک بکری سے زیادہ نہ ہو' اور اسی کے بموجب عزیز و اقارب کو دعوت دیجئے کیونکہ سنت مبارکہ کی تائید اسی کو حاصل ہے' اس قسم کے معاملات میں فقیہانہ بصیرانہ لطافت یہ ہوتی تھی کہ نکیر اور جزر و توبیخ غصہ اور خفگی مکروہات تک محدود رہتی تھی مباح پر چشم پوشی ہوتی تھی اور جہاں نشاط و انبساط کا تعلق تھا وہ صرف مسنون کے لئے مخصوص تھا قریبی تعلق رکھنے والے کو بھی یہ فیصلہ کرنا پڑتا تھا کہ اگر رسموں میں احتیاط نہیں برتی جاسکتی تو حضرت شیخ مدنیؒ کی خوشنودی میسر نہیں آسکتی البتہ اگر تقریبات میں سنت مبارکہ کی پابندی کا عزم ہے تو دور دراز گاؤں کے باشندے کو بھی حق حاصل تھا کہ وہ حضرت مدنیؒ کو اپنے یہاں نکاح مسنون کی تقریب میں مدعو کرے حضرت بڑے شوق سے اس کی دعوت منظور فرماتے اس کے یہاں پہنچنے کو پروگرام میں خاص اہمیت دیتے پھر اس پیرانہ سالی میں کچے راستوں اور بیل گاڑیوں کی زحمت برداشت کرتے ہوئے تشریف لے جاتے نہ بارش کی پرواہ ہوتی' نہ گرمی یا سردی کی۔ داہنے ہاتھ سے کھانا کھانا' اس طرح کھانا کہ برابر کے آدمی کو تکلیف نہ ہو' پلیٹ میں اپنے آگے سے کھانا' منہ اس طرح چلانا کہ آواز نہ ہو' بسم اللہ سے شروع کرنا اور دعا مسنونہ الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین پر ختم کرنا۔ اور آخر ہاتھ دھونا کلی وغیرہ کرنا ہر سنت کا لحاظ تھا اگر کسی کو معلوم نہ ہو کہ فلاں کام یا فلاں وقت میں کون سی سنت ہے تو وہ اس وقت حضرت مدنی قدس سرہ کا طرز عمل دیکھ لے پس وہی سنت ہوگا کھانا کھاتے وقت ساتھ ساتھ ذکر ہوتا رہتا تھا ہر لقمہ پر بسم اللہ کھاتے ہوئے سبحان اللہ' الحمد للہ یہ ہمیشہ کا معمول تھا۔ اسی طرح آپ ہمیشہ اپنے ساتھ والے کو اپنی پلیٹ میں شریک کرلیتے تھے۔ غرضیکہ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ کی زندگی کے جس پہلو پر بھی نظر ڈالیئے اتباع سنت عشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم محو استغراق فی ذکر اللہ کی وہ روشنی نظر آئے گی جو آنکھوں کو خیرہ کردیتی تھی زبان اس کی ترجمانی سے قاصر اور قلم اس کی نگارش سے عاجز ہے۔

میز کرسی پر کھانا کھانا یقیناً سنت کے خلاف ہے امام الہند ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی وزارت کے ابتدائی زمانہ میں چند حضرات کی دعوت کی اور میز کرسی پر کھانا کھلایا۔ حضرت مدنیؒ کی طبیعت منقبض رہی بشاشت نام کو نہ تھی اور آخر میں اشارہ بھی کردیا۔ اب مولانا ابوالکلام آزاد کا لطیف و پاکیزہ احساس ملاحظہ ہو' چند دنوں بعد انہی حضرات کی پھر دعوت کی اور فرش پر کھانا کھلایا۔ اس دن حضرت مدنیؒ کی طبیعت میں فرحت و بشاشت تھی اور یہ حقیقت ہے کہ حضرت مدنی قدس سرہ سنن عادیہ واتفاقیہ تک کو کمال احتیاط و اہتمام سے ادا فرمایا کرتے تھے اور سنت نبوی کو کسی حالت میں ترک نہیں فرمایا کرتے تھے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ مسلمان کو چاہئے کہ کوئی سنت نہ چھوڑے اگر زندگی میں زیادہ موقع عمل کرنے کا نہ ملے تو کم از کم ایک بار تو کرے تاکہ اتباع سنت کے لا تعد ولا تحصی فضائل و برکات سے محروم نہ رہا جائے حضرت مدنیؒ جمعہ کو نماز جمعہ میں سورۃ اعلیٰ' سورۃ غاشیہ' سورۃ جمعہ اور سورۃ منافقون پڑھتے تھے اور وتر میں سورۃ اعلیٰ' سورۃ کافرون اور سورۃ اخلاص اکثر پڑھا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں ڈاڑھی منڈانے پر جو آج کل زمانہ فیشن بن چکا ہے سخت نکیر فرماتے اور برہم ہوجایا کرتے تھے اور فرماتے تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت سے نفرت ہے تو حسین احمد کے پاس کیوں آتے ہو حضرت مدنی قدس سرہ وتر کی نماز کے آخر میں سبحان الملک القدوس ایک بار بلند آواز سے کہتے تھے یہ سنت بھی لوگوں نے ترک کررکھی ہے غرضیکہ بقول حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ میاں کامل ۳۰ برس چکی پیسی وہ بات حاصل نہیں ہوسکی جو اتباع سنت میں پائی اور دین کا سارا راز اتباع کتاب وسنت ما انا علیہ واصحابی ہی میں مضمر ہے جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ترکت فیکم امرین لن تضلوا ماتمسکتم بہما کتاب اللہ وسنتی کے ذریعہ واضح فرمادیا ہے اسی حقیقت کی جانب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ مسلمانو! تم میں جو لوگ اسوۂ اور نمونہ بننا چاہیں وہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اختیار کریں جو اس امت میں سب سے افضل و اشرف ہیں جن کے قلوب پاک اور جن کا علم بڑا گہرا ہے جو تکلیف سے دور ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نبی کی صحبت اور دین کی تائید کے لئے منتخب فرمالیا ہے ان کی عظمت کو پہچانو اور ان کے نقش قدم پر چلو جہاں تک ہوسکے ان کے اخلاق و سیرت کو اختیار کرو کیونکہ یہ جماعت ہدایت و صراط مستقیم پر تھی۔ (ماخوذ سیرت شیخ الاسلام ۲۲۴)

(بشکریہ ماہنامہ 'ندائے شاہی' مرادآباد انڈیا)

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ

ایک عہد ساز شخصیت

مولانا اللہ وسایا قاسم

قطب زماںؒ شیخ الاسلامؒ حافظ الحدیث والقرآنؒ حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی نوراللہ مرقدہٗ کو آج ہم سے بچھڑے ہوئے ۹ برس ہوگئے مگر ان کی یادیں ہنوز باقی ہیں۔ آپ کی ہستی عظیمہ علوم ومعارف کا خزینہ اور اسرار وحکم کا آئینہ تھی۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے فہم قرآن وحدیث کا عجب ملکہ عطا کیا تھا۔ ان کی صحبت اور درس میں بیٹھ کر اکابر اسلاف کی یاد تازہ ہوجاتی تھی۔

آپ کا طریق تفسیر حجۃ الاسلام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی یاد دلاتا تھا۔ آپ کا فہم قرآنی اور ربط قرآنی میں ملکہ مولانا حسین علیؒ کی یاد دلاتا تھا۔ آپ کا تبحر فی الحدیث حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی یاد دلاتا تھا۔ آپ کا بے مثال حافظہ مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کی یاد دلاتا تھا۔ آپ کا سلوک وتصوف میں انہماک حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی یاد دلاتا تھا۔ آپ کی مجاہدانہ زندگی شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی یاد دلاتی تھی۔ آپ کا جمال اپنے مرشد خلیفہ غلام محمد دین پوریؒ کی یاد دلاتا تھا اور آپ کا جلال اپنے مربی مولانا تاج محمود امروٹیؒ کی یاد دلاتا تھا۔

آپ کی پیدائش بروز جمعۃ المبارک ماہ محرم الحرام ۱۸۹۷ء میں ہوئی۔ گیارہ سال کی عمر میں آپ نے قرآن مجید حفظ کیا۔ تین سال علاقہ ہی کے کھنڈر والے مدرسہ میں زیر تعلیم رہے۔ چھ سال اپنے شیخ خلیفہ غلام محمدؒ کی صحبت میں دین پور میں رہے۔ ایک سال مولانا غلام رسول پونٹوی اور مولانا حسین علی کے ہاں پڑھتے رہے۔ حافظہ اور ذہانت آپ کو وراثت میں ملی تھی۔ جس چیز کو ایک بار پڑھ لیتے، پھر کبھی نہ بھولتے۔ آپ کے والد محترم نے آپ کی مضبوطی اور علمی استعداد کو دیکھتے ہوئے ۱۹۱۱ء میں آپ کو دین پور شریف کی درسگاہ میں داخل کرایا۔ اس وقت میاں عبدالہادی دین پوری درجہ حفظ میں تھے۔ یہاں مایہ ناز محدث حضرت مولانا غلام صدیق حاجی پوریؒ (خلیفہ مجاز حضرت تھانویؒ)، حضرت مولانا عبدالغفور (شاگرد خاص حضرت شیخ الہندؒ) جیسی یکتائے روزگار اور فرشتہ صفت شخصیات مسند درس وتدریس پر جلوہ افروز تھیں۔ حضرت درخواستیؒ جلد ہی اپنی اعلیٰ علمی استعداد اور جذبہ شوق کی وجہ سے تمام اساتذۂ کرام کی توجہات کا مرکز بن گئے۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ حضرت قطب الاقطاب خلیفہ غلام محمد دین پوریؒ کے چشمہ نور ہدایت سے اپنی مجذوبانہ پیاس بھی بجھاتے رہے، مگر یہ پیاس ایسی نہ تھی کہ بجھ جاتی بلکہ یہ روز بروز بڑھتی ہی چلی گئی۔ مرشد ومربی حضرت دین پوریؒ آپ سے بے حد محبت اور شفقت کا معاملہ فرماتے، حضرت کو ابتداً ہی سے احادیث نبویہؐ یاد کرنے کا از حد شوق تھا۔ آپ کا معمول تھا کہ روزانہ اپنے مرشد کی خدمت میں حاضر ہوتے، حضرت دین پوریؒ پوچھتے: ''مولوی عبداللہ! آج کیا پڑھا ہے؟'' جواب میں آپ چند احادیث نبویہؐ بمعہ ترجمہ سناتے تو حضرت دین پوریؒ پر وجد کی کیفیت طاری ہوجاتی اور آنکھیں پرنم ہوجاتیں اور اسی حالت میں وہ آپ کی ترقی حافظہ، کامیابی اور درازی عمر کی خصوصی دعا فرماتے:

''وسعت دل ہے بہت وسعت صحرا کم ہے''

حصول وتکمیل تعلیم کے بعد حضرت درخواستیؒ کی تدریسی وسیاسی خدمات کی ایک الگ تفصیل ہے، اس میں جائے بغیر یہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ جب جمعیت علماء اسلام کے امیر بنے تو اپنے ۳۳ سالہ دور امارت میں آپ نے ایسا مدبرانہ طریقہ اپنایا کہ آپ کو پورے ملک کے علمائے کرام کا اعتماد حاصل رہا۔ آپ جو بھی فرماتے، اس پر بغیر کسی ہچکچاہٹ کے تمام اراکین سر تسلیم خم کرتے، باصلاحیت کارکنوں پر آپ کی خصوصی نظر رہتی، کارکنوں کو اپنی صلاحیتیں اجاگر کرنے کا بھرپور موقع میسر آتا تھا۔ آپ نے جب کاروان حق وراستی کی قیادت سنبھالی تو اس وقت مولانا غلام غوث ہزاروی جمعیت علمائے اسلام کے ناظم عمومی تھے، دونوں بزرگوں کا آپس میں گہرا رابطہ اور ایک دوسرے پر بھرپور اعتماد تھا۔ مولانا غلام غوث ہزارویؒ کے بعد مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ جمعیت علمائے اسلام کے ناظم عمومی مقرر ہوئے۔ ان کا

حضرت کے ساتھ اس قدر مضبوط تعلق تھا کہ آخر دم تک کوئی بھی مخالف اس میں رخنہ نہ ڈال سکا۔ حضرتؒ کو مفتی صاحب کی صلاحیتوں پر بھرپور اعتماد تھا اور مفتی صاحبؒ بھی حضرتؒ کے ماتحت کام کرنے کو باعث فخر سمجھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ میری کامیابی کے پیچھے حضرت الامیر کے تدبر اور ان کی دعاؤں کا بڑا دخل ہے۔ تحریک تحفظ ختم نبوت اور روس کے خلاف جہاد افغانستان کے سلسلہ میں بھی آپ کی گراں قدر خدمات ہیں جنہیں کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ لگتا ہے کہ میری موت ماہ ربیع الاول میں واقع ہوگی۔ ۱۹۹۴ء میں ماہ ربیع الاول کی آمد سے قبل آپ کو تیز بخار ہوا' علاج جاری رہا' جس کے باعث بخار کچھ کم ہو گیا۔ وفات سے دو دن قبل طبیعت کافی بہتر تھی' جمعہ کی نماز کے لئے مسجد میں تشریف لے گئے اور وعظ بھی فرمایا' ہفتہ کے دن بھی طبیعت ٹھیک تھی' رات ساڑھے بارہ بجے تک گھر والوں کو نصیحتیں فرماتے رہے' چہرے پر ایک عجیب سا تبسم تھا۔ صبح کی نماز سے فارغ ہو کر ایک گھنٹہ تک حسب معمول وظائف میں مشغول رہے' پھر ناشتہ فرمایا' ناشتے کے بعد دوائی لینے کے لئے پانی طلب فرمایا' پانی پیش کیا گیا' مگر وہ حلق سے نیچے نہ اترا' گویا رزق موعود پورا ہو چکا تھا۔ آپ کے لاڈلے فرزند مولانا فضل الرحمٰن درخواستی نے قریب ہو کر طبیعت کے بارے میں پوچھا' آپ نے اپنے لخت جگر پر مسکراتے ہوئے الوداعی نگاہ ڈالی' منہ سے کچھ نہ فرمایا' پھر منہ اس طرح کھولا جیسے اللہ کا نام لینا چاہ رہے ہوں' مگر آواز نہ نکلی اور چہرے کی رنگت بھی بدلنے لگی۔ فوراً ڈاکٹروں کو بلایا گیا۔ آخری درد بھری آواز آئی: ''اللہ'' پھر آپ سر مبارک تکیہ پر رکھ کر آرام سے لیٹ گئے اور اسی حالت میں ابدی نیند سو گئے یعنی ۲۸/ اگست ۱۹۹۴ء کو ٹھیک صبح سات بجے عمر بھر کی بے قراری کو قرار آ ہی گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کے صاحبزادے مولانا فضل الرحمٰن درخواستی نے آپ کا جنازہ پڑھایا۔ دین پور کے خصوصی قبرستان میں قطب الاقطاب حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوریؒ کے قدموں میں تھوڑا دائیں طرف حضرت میاں جی خیر محمد درخواستیؒ اور آپ کے استاد حضرت مولانا عبدالرزاقؒ کے درمیان حضرت درخواستیؒ کی لحد تیار تھی۔ اسی قطار میں امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ اور مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ بھی مدفون ہیں۔

تدفین کے بعد جب آفتاب دنیا نے دیکھا کہ علم و عرفان کا آفتاب خاکی نقاب اوڑھ کر ہمیشہ کے لئے میری نظروں سے اوجھل ہو گیا ہے تو اس نے بھی بادلوں کی چادر اوڑھ لی' حالانکہ مطلع صاف تھا' اچانک بادل آ گئے' جب لوگ جامعہ مخزن العلوم خانپور کی طرف روانہ ہوئے تو جونہی جامعہ میں داخل ہوئے تو آسمان کی قوت برداشت بھی جواب دے گئی اور موسلا دھار آنسوؤں سے زمین کو بھر دیا۔ خان پور کی سرزمین کے باسی شاہد ہیں کہ اس ایک گھنٹہ میں جتنی تیز بارش ہوئی اس سے قبل کبھی نہ ہوئی تھی۔

نہ ساقی ہے نہ مے خانہ
نہ محفل ہے نہ پیمانہ
بہاریں لٹ گئیں ساری
فقط باقی ہے افسانہ

☆☆......☆☆

بقیہ: دعویٰ نبوت

اور سخت گناہ ہے۔'' (ملفوظات ج ۳ ص ۱۸)

''یاد رہے کہ مسلمانوں کے فرقوں میں سے یہ فرقہ' جس کا خدا نے مجھے امام اور پیشوا اور رہبر مقرر فرمایا ہے' ایک بڑا امتیازی نشان اپنے ساتھ رکھتا ہے' اور وہ یہ کہ اس فرقہ میں تلوار کا جہاد بالکل نہیں اور نہ اس کی انتظار ہے۔''

(ضمیمہ تریاق القلوب طبع ربوہ ص ۳۸۹'۳۹۰' روحانی خزائن ج ۱۵ ص ۵۱۷'۵۱۸)

مرزا قادیانی کے مندرجہ بالا حوالوں سے مندرجہ ذیل امور معلوم ہوئے:

۱:...... مرزا کے آنے سے اسلام کا حکم جہاد منسوخ ہو گیا ہے۔ (حوالہ نمبر ۱'۷'۸)

۲:...... اور مرزا نے یہ حکم مسیح کی حیثیت سے منسوخ کیا ہے۔ (حوالہ نمبر ۲'۳'۶)

۳:...... مرزا کو سچ ماننا اور جہاد کو منسوخ ماننا لازم و ملزوم ہے۔ (حوالہ نمبر ۴)

۴:...... مرزا کو جہاد کے خاتمہ کا حکم دیا گیا۔ (حوالہ نمبر ۹)

۵:...... مرزا کو صرف اس لئے بھیجا گیا کہ وہ جہاد کو بند کر دے۔ (حوالہ نمبر ۷)

۶:...... مرزا کے آنے سے جہاد حرام اور قطعی حرام ہو چکا ہے۔ (حوالہ نمبر ۸)

۷:...... اور یہ حرمت اور منسوخی ہمیشہ کے لئے ہے۔ (حوالہ نمبر ۹)

☆...... کم بولنا حکمت ہے کم کھانا صحت ہے کم سونا عبادت ہے اور لوگوں سے کم ملنا عافیت ہے۔

☆...... نماز میں دل کی' مجلس میں زبان کی' غصہ میں ہاتھ کی اور دستر خوان پر شکم کی حفاظت کر۔

مسلمان بھائیوں سے صاف صاف باتیں

مولانا محمد سلمان منصور پوری

مال و دولت اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے جس کو کام میں لا کر انسان نہ صرف دنیا بلکہ آخرت میں بھی عزت کی زندگی اور راحت و عافیت حاصل کر سکتا ہے' حضرات صحابہ میں بڑے بڑے صحابہ سرمایہ دار گزرے ہیں لیکن ان کی خصوصیت یہ تھی کہ وہ اپنی مالداری کو آخرت کے حصول کے لئے استعمال کیا کرتے تھے اور یہ سرمایہ داری انہیں کسی بھی نیک کام سے پیچھے نہیں رکھتی تھی' جس کا ثبوت اس واقعہ سے ملتا ہے کہ ایک مرتبہ مہاجر فقرائے صحابہ کرامؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے مالدار بھائی ہم سے بہت سبقت لے جاچکے' انہوں نے جنت میں اپنے لئے اونچے اونچے درجات ابھی سے بک کرالئے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ تو ان فقراء نے عرض کیا کہ حضرت! بات یہ ہے کہ وہ لوگ ہماری طرح نماز پڑھتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں لیکن وہ صدقہ خیرات کرتے ہیں اور ہم صدقہ نہیں کر سکتے' نیز وہ غلام آزاد کرتے ہیں اور ہمارے پاس اتنی استطاعت نہیں' اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں کہ تم اس کے ذریعہ سے اپنے سے آگے جانے والوں کے درجہ کو پہنچ جاؤ گے اور تمہارے بعد میں آنے والے تمہیں نہ پاسکیں گے' اور تم سے افضل کوئی نہ ہوگا سوائے اس شخص کے جو تم جیسا عمل کرے؟ ان صحابہ نے عرض کیا کہ حضرت وہ عمل ضرور بتایئے! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نماز کے بعد سبحان اللہ' اللہ اکبر اور الحمدللہ ۳۳' ۳۳ مرتبہ پڑھ لیا کرو' راوی کہتے ہیں کہ کچھ دنوں کے بعد وہی فقراء صحابہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ہمیں نسخہ بتایا تھا وہ ہمارے مالدار بھائیوں کو بھی پتہ چل گیا اور انہوں نے بھی اس پر عمل شروع کر دیا' یہ سن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء" (یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہے عطا کرے)۔ (مسلم شریف ۱/۲۱۹)

اس واقعہ سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ دور نبوت کے مالدار حضرات بھی خیر کے حصول کے کتنے زیادہ شوقین تھے اور سرمایہ داری کے باوجود ان میں آخرت سے غفلت کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا تھا اور ان کے لئے مال و دولت اخروی ترقی کے لئے ایک عظیم مددگار کی حیثیت رکھتا تھا جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "نعم المال الصالح للرجل الصالح" (حلال مال نیک شخص کے لئے بہترین مددگار ہے) (مسند احمد ۴/۱۹۷) اس وقت جب جہاد یا دعوت و تبلیغ کا موقع ہوتا تو سب صحابہ' خواہ غریب ہوں یا امیر' اطاعت رسول میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے تھے' مالداروں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ ہم انتظام کئے دیتے ہیں' صرف غریب لوگ چلے جائیں بلکہ وہ لوگ خود دین کے کاموں کے لئے پہلے ہی آگے بڑھنے کو تیار رہتے تھے اور جانی و مالی ہر قسم کی قربانی دینے سے بالکل دریغ نہ کرتے تھے۔

اس کے برخلاف آج ملت کے اکثر سرمایہ دار حضرات مال و دولت کے نشہ میں ایسے مدہوش ہو چکے ہیں کہ آخرت کا تصور ہی ان کے دل سے بالکل مٹ چکا ہے اور دن' رات پیسہ کمانے اور ذخیرہ جمع کرنے کے علاوہ انہیں کوئی اور فکر دامن گیر نہیں ہے' یہ حالت پوری ملت کے لئے انتہائی خطرناک ہے اور اللہ تعالیٰ کے بدترین عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا

چاہتے ہیں تو وہاں کے خوش عیش (یعنی سرمایہ دار) لوگوں کو (ایمان واطاعت) کا حکم دیتے ہیں اور پھر جب وہ لوگ وہاں شرارت مچاتے ہیں یعنی فسق وفجور میں مبتلا ہوتے ہیں تو ان پر حجت تمام ہوجاتی ہے پھر ہم اس بستی کو تباہ اور غارت کر ڈالتے ہیں۔“

یہ آیت امت کے ان مالداروں کے لئے سخت تازیانہ عبرت ہے جو آج آخرت سے غافل ہوکر اور دنیاداری میں بدمست ہوکر اپنا قیمتی سرمایہ فضولیات میں ضائع کررہے ہیں اور قوم وملت کے مفادات سے منہ موڑ کر محض ہوس پرستی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ ملت کا یہ سرمایہ دار طبقہ خواب غفلت سے بیدار ہو اور اللہ تعالیٰ نے اسے جس عظیم نعمت سے سرفراز فرمایا ہے اس کی شکر گزاری بجالاکر بارگاہ خداوندی کا تقرب حاصل کرے اور اپنے دنیوی وسائل اور ذاتی اثر ورسوخ کو کام میں لاکر ملت کی فلاح وبہبود اور اقتصادی اور تعلیمی ترقی کے لئے میدان عمل میں آئے اور ان ناقابل معافی برائیوں سے اپنے کو پاک کرے جن کی بنا پر یہ طبقہ رحمت خداوندی سے دور ہوتا جارہا ہے۔

ذیل کے مضمون میں بطور خاص ان بعض برائیوں پر نکیر کی جارہی ہے جو آج کثرت کے ساتھ ہمارے سرمایہ دار طبقہ میں جڑ پکڑتی جارہی ہیں۔ جن کا فوری اور مؤثر علاج کرنا جلد از جلد ضروری ہے۔ اس تحریر کا مقصد کسی کی تحقیر وتوہین نہیں ہے بلکہ یہ تحریر ایک آئینہ ہے جس میں اپنا چہرہ دیکھ کر آدمی خود اپنی اصلاح کرسکتا ہے اور اپنے ضمیر سے بازپرس کرنے کی اس پر جرأت پیدا ہوسکتی ہے' آج بہت سے مالداروں کو صرف ایسے ہی لوگ پسند ہیں جو دن رات ان کی خوشامد اور جی حضوری میں لگے رہیں اور ان کی ہر صحیح وغلط بات پہ آمنا وصدقنا کہیں اور جھوٹی تعریفیں کرکے ان کی خوشنودی حاصل کریں' حالانکہ یہی خوشامدی لوگ ان کے سب سے بڑے دشمن ہیں' ان کا خیرخواہ وہی ہوسکتا ہے جو ان کی غلطیوں پر برملا نکیر کرے اور ان کو صحیح دینی مسائل کی رہنمائی کرے تاکہ وہ آخرت میں عذاب خداوندی سے محفوظ رہ سکیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا سب سے قریبی دوست وہ ہے جو میری غلطیوں پر تنبیہ کرے۔

بہرحال یہ چند باتیں محض توجہ دلانے کے لئے لکھی جارہی ہیں' خدا کرے کہ یہ ہم سب کے لئے نفع بخش ہوں' تاہم یہ ضروری نہیں ہے کہ مندرجہ ذیل منکرات ہر سرمایہ دار میں پائے جائیں بلکہ بفضلہ تعالیٰ اس گئے گزرے دور میں بھی معتدبہ تعداد میں ایسے اصحاب خیر موجود ہیں جو لکھ پتی ہونے کے باوجود سچے دیندار ہیں اور قوم وملت کا درد اپنے دل میں رکھتے ہیں۔ یقیناً ان کا کردار لائق قدر ہے' لیکن ان کی بہ نسبت غافل سرمایہ داروں کی تعداد بہرحال زیادہ ہے اور ان میں رواج پانے والی برائیاں باعث تشویش ہیں۔ ذیل میں ایسے ہی غفلت زدہ حضرات کی تنبیہ کے لئے چند باتوں کی نشان دہی کرائی جارہی ہے۔ ملاحظہ کیجئے:

مال کی ہوس اور مدہوشی:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ آدمی کو اگر سونے سے بھری ایک وادی بھی دے دی جائے تو وہ دوسری وادی کا طلب گار ہوگا اور اگر دوسری وادی دے دی جائے تو تیسری وادی کے حصول کی کوشش کرے گا اور آدمی کا پیٹ تو مٹی ہی بھر سکتی ہے۔ (بخاری شریف ۲/۹۵۳)

یعنی مرنے کے بعد ہی اس کی ہوس انجام کو پہنچ سکتی ہے۔ آج اکثر سرمایہ داروں کا حال اس حدیث کے عین مطابق ہے' حلال وحرام کی تمیز جاتی رہی اور مال کی ہوس دل ودماغ پر ایسی حاوی ہوگئی کہ سرمایہ دار کو پیسہ کے علاوہ کسی چیز کی سدھ ہی نہیں رہی' حتی کہ تعلقات میں بھی پیسہ ہی دخیل ہوگیا' رشتہ داری میں بھی بس انہیں سے رابطہ ہے جن کے پاس پیسہ ہے' اور جو بے چارے صاحب حیثیت نہیں ہیں ان کی خبر گیری تو کیا کرتے؟ ان سے میل جول تک رکھنے کے روادار نہیں' اور اللہ کی طرف سے عطا کردہ بے حساب دولت کے باوجود بہت سے سرمایہ دار دوسروں کے حقوق دبائے بیٹھے ہیں' احقر کے علم میں بہت سے ایسے لکھ پتی حضرات ہیں کہ ان کے کاروبار تقسیم ہوئے سالوں گزر گئے لیکن آج تک لاکھوں روپے ایک فریق کے دوسرے پر واجب الاداء ہیں اور وسعت کے باوجود ادائیگی کا کوئی ذکر وفکر نہیں۔ حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مالدار شخص کا حقوق کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا ظلم ہے (مسلم شریف ۱۸/۲) مگر معلوم ہوتا ہے کہ ہمیں اپنی موت یاد ہی نہیں کہ کب بلاوا آجائے اور ہم دوسروں کے بھاری حقوق سے بوجھل گردن کے ساتھ بارگاہ حق وانصاف میں حاضر کردیئے جائیں؟

اسی طرح مال میں مدہوشی کا عالم یہ ہے کہ اکثر سرمایہ دار لوگ کسی دینی سرگرمی میں وقت لگانے کو تیار نہیں' الحمدللہ تبلیغی جماعت کا کام پورے عالم میں چل رہا ہے لیکن آپ جائزہ لیجئے تو جماعت میں شہر شہر اور بستی بستی گھومنے والوں میں مشکل سے ۲/۵ فیصدی بھی سرمایہ دار حضرات دستیاب نہ ہوں گے' زیادہ تر وقت لگانے والے یا تو متوسط طبقہ کے لوگ ہیں یا غریب غرباء ہیں۔ یہی حال دینی اجتماعات اور جلسوں میں

شرکت کا ہے کہ ہمیشہ ان جلسوں اور مواعظ کے مقابلہ میں سرمایہ دار حضرات اپنی کاروباری مصروفیات کو ترجیح دیتے ہیں' اور یہ سمجھتے ہیں کہ ان میں شرکت کرنا تو ہمارا کام ہے ہی نہیں' کسی میں بہت دین کا جذبہ ہوا تو بادل خواستہ یا ناخواستہ کچھ مالی تعاون کر دیا اور بس' یہ صورت حال خوش کن نہیں بلکہ انتہائی باعث افسوس ہے۔ دنیا کمانے میں ایسی بھی کیا مدہوشی کہ آدمی دینی تقاضوں ہی کو بالائے طاق رکھ دے اور سر سے پیر تک دنیا ہی کی فکر اوڑھ لے؟ کسی مومن کو یہ مدہوشی ہرگز زیب نہیں دیتی۔ ٹھیک ہے اللہ تعالیٰ نے حلال کمانے سے منع نہیں کیا' آپ ضرور کمائیں اور خوب کمائیں! لیکن اس کے ساتھ ساتھ اپنی اخلاقی' اجتماعی اور دینی ذمہ داریوں کو فراموش نہ کریں ورنہ یہ کمائی رحمت بننے کے بجائے سخت زحمت اور فتنہ اور وبال بن جائے گی۔

بد دینی:

سرمایہ دار گھرانوں میں جیسے جیسے سرمایہ کی فراوانی ہو رہی ہے ان کی نسلوں میں عموماً اسی رفتار سے دین سے بیزاری بھی بڑھتی جا رہی ہے۔ بے حیائی' بے غیرتی' اجنبی لڑکے لڑکیوں کا بے محابا اختلاط اور میل جول اور ان کے ساتھ سیر سپاٹا اور تفریحات تو اس طبقہ میں کوئی معیوب بات رہ ہی نہیں گئی' پیسہ آنے کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ ہم اپنا دین ہی بالائے طاق رکھ دیں' دین کے احکامات سب کے لئے برابر ہیں جو چیز ایک عام شخص کے لئے گناہ ہے وہ سرمایہ داروں کے لئے بھی ممنوع اور باعث عذاب ہے۔ آج سرمایہ داروں کے یہاں جا کر دیکھئے کہ ان کے گھرانہ کا پورا نظام انگریزیت زدہ نظر آئے گا۔ ڈرائنگ روم تصویروں سے سجے ہوئے ہیں' بچے بچیوں کے لباس ایسے عریاں ہیں کہ پہچاننا مشکل ہے کہ یہ مسلمانوں کی اولاد ہیں یا انگریز کافروں کی؟ نئی نسل نماز اور عبادت کے تصور سے بھی دور ہے' راتوں کو دیر تک جاگنا اور صبح دیر تک سوتے رہ کر اللہ کی نحوست مول لینا روز کا معمول ہے' عورتوں کا فیشن کا شوق ناقابل بیان ہے۔ ٹیلی ویژن اور اس کے فحش اور حیا سوز پروگرام گھر کی سب سے اہم مصروفیت ہیں وغیرہ وغیرہ' یہ ایسی عادتیں ہیں جو سرمایہ کے ساتھ ساتھ گھروں میں سرایت کر رہی ہیں اور بہت کم باتوفیق سرمایہ دار اس سے محفوظ ہیں بلکہ زیادہ تر حضرات کے ذہنوں سے ان خرابیوں کی برائی تک نکل گئی ہے' حد تو یہ ہے کہ آج بہت سی فرموں کے دفاتر میں بے پردہ نوجوان لڑکیاں ملازم ہیں جس کی وجہ سے حیا سوز ذلت انگیز واقعات کثرت سے پیش آ رہے ہیں' اور اب انہی باتوں کو قابل فخر اور باعث ترقی سمجھا جانے لگا ہے حالانکہ دین سے دوری اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی برسرعام نافرمانی سے زیادہ ذلت اور خسارہ کی بات ایک مسلمان کے لئے اور کوئی نہیں ہو سکتی' اس لئے عقلمندی اور ہوشمندی کا تقاضا یہ ہے کہ ہم دنیاداری میں ایسے بدمست نہ ہوں کہ ہمارا دین ہی داغدار ہو جائے۔ ہمیں دنیا سے زیادہ آخرت کی کامیابی کی فکر کرنی لازم ہے' اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

علماً کی تحقیر:

کچھ مغرور سرمایہ دار اپنی دولت کے نشہ میں علماً دین کی تحقیر و اہانت کی عادت میں مبتلا ہیں' وہ بظاہر اپنی پارسائی اور دلوں کی صفائی کا اظہار کرتے ہیں جب کہ ان کے ذہن و دماغ علماً سے بغض و عناد سے بھرپور ہیں۔ طبقۂ علماً سے یہ عداوت دنیا اور آخرت میں سخت نقصان کا موجب ہے۔ حدیث قدسی میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی رکھتا ہے میں اس کے خلاف اعلان جنگ کر دیتا ہوں۔'' (بخاری ۲/۹۶۳) گو کہ یہ عین ممکن ہے کہ کچھ لوگ علماً کے بھیس میں کسی بدمعاملگی میں مبتلا ہو جائیں لیکن چند لوگوں کے غلط عمل سے پورے طبقۂ علماً سے بے اعتمادی کی فضا بنا لینا ہرگز انصاف کی بات نہیں ہے۔ مگر آج بہت سے سرمایہ داروں کی گفتگو کا ایک اہم موضوع علماً کے کردار کو مشکوک کرنا اور ان کے اعتماد کو مجروح کرنا ہوتا ہے۔ اور مدارس سے وابستہ علماً تو اس معاملہ میں خاص طور پر تختۂ مشق بنے ہوئے ہیں۔ حالانکہ ان ایئر کنڈیشنڈ کمروں میں بیٹھ کر مفت میں تبصرہ کرنے والوں کو اس کا ہرگز اندازہ نہیں ہو سکتا کہ یہ بے چارے علماً ساری دنیا جہاں کی خاک چھان کر کس بے سروسامانی کے عالم میں مدارس و مکاتب چلا کر گاؤں گاؤں اور شہر شہر میں دین کے چراغ روشن کئے ہوئے ہیں؟ زبان سے تبصرے کرنا بہت آسان ہے مگر ذرا میدان میں نکل کر دیکھیں تو پتہ چلے گا کہ یہ کیسا عظیم مجاہدہ ہے کہ ایک عالم کو وقت' جان اور مال کے ساتھ اپنا وقار اور عزت داؤ پر لگا کر دین کی کیسی محنتیں کرنی پڑتی ہیں؟ کتنے ایسے علماً ہیں کہ اگر انہیں اپنی ذات کے لئے روپیہ کی ضرورت ہو تو شاید وہ ایک پیسہ کا سوال کرنے کی بھی جسارت نہ کریں' مگر دین کے لئے نہ جانے کہاں کہاں جا کر کتنے جوکھم اٹھانے پڑتے ہیں اور کتنے ناگوار حالات اور باتوں سے سابقہ پڑتا ہے' اس کا ہم گھر بیٹھ کر اندازہ نہیں لگا سکتے' احقر کا ایک دور افتادہ گاؤں کے ایک مدرسہ میں جانے کا اتفاق ہوا' وہاں دیکھا کہ ایک ایسے چھپر کے نیچے بچے تعلیم پا رہے ہیں جہاں ٹاٹ تو کجا ٹوٹی پھوٹی چٹائی

بھی مہیا نہیں ہے' اساتذہ کی تنخواہیں مہینوں سے واجب الادا ہیں' مگر دین کی محنت کا ایک شوق ہے جو انہیں اس مشغلہ میں لگائے ہوئے ہے' اسی طرح احقر کئی ایسے معیاری مدرسوں سے واقف ہے جہاں آدھے سال کے بعد ہی تنخواہیں رک جاتی ہیں اور طلبہ کے مطبخ کے خرچ کو چلانا بھی اہل مدرسہ کے لئے سخت مشکل ہوتا ہے۔ واقعتًا وہ اساتذہ قابل صد مبارک باد ہیں جو ایسے جاں گسل حالات میں استقامت کا ثبوت دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے خزانۂ غیب سے ان کو اس صبر واستقامت پر عظیم اجر سے نوازے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

الغرض ان اہل سرمایہ کی علماً کی ان عظیم خدمات پر نظر نہیں' انہیں تو بس تبصروں سے مطلب ہے۔ اکثر مدارس کے سفراء کے ساتھ ان کا برتاؤ ایسا تحقیر آمیز ہوتا ہے جو انسانیت کے اعتبار سے بھی انتہائی باعث مذمت ہے' مگر ان مغرور سرمایہ داروں کو اس کا کچھ احساس نہیں' اسی طرح بعض علاقوں میں سرمایہ دار لوگ علماً اور مساجد کے ائمہ کو اپنا زرخرید غلام سمجھتے ہیں' جہاں کوئی ناگواری کی بات ہوئی' بس ان کے درپے آزار ہوجاتے ہیں' کچھ سرمایہ داروں کا حال یہ ہے کہ انہیں خود تو کسی عالم کے یہاں حاضری کی توفیق ہوتی نہیں اور چاہتے یہ ہیں کہ علماً اپنے وقار کو پامال کرکے ان کے در دولت پر حاضری دیا کریں' اور بعضوں کا حال یہ ہے کہ محض ناموری اور بڑائی کے لئے کسی مشہور بزرگ سے تعلق قائم کرلیا اور وہ بزرگ اپنے اخلاق فاضلہ کی بنا پر ان سے کچھ خصوصیت کا معاملہ کرنے لگے تو اب یہ سرمایہ دار صاحب سمجھتے ہیں کہ خود ان سے بڑا کوئی "پارسا" نہیں اور ہر مجلس میں اٹھتے بیٹھتے ان بزرگ صاحب کا نام لیتے ہیں۔ بھی ان کی خدمت گزاری کا دعویٰ کرتے ہیں مگر گھر میں اور زندگی میں اور معاملات میں ان بزرگ کے حکم پر عمل ہے یا نہیں؟ اس کی کچھ پروا نہیں' تو ایسے لوگ اچھی طرح یاد رکھیں کہ بزرگ کی اتباع کے بغیر یہ تعلقات کا ڈھونگ ہرگز کام نہیں آسکتا' اور پھر یہ بھی ضروری ہے کہ کسی ایک بزرگ سے تعلق کے بعد کسی دوسرے بزرگ یا عالم کے ساتھ حقارت کا معاملہ ہرگز نہ کریں ورنہ مفت میں نیکی برباد اور گناہ لازم آئے گا۔ اس لئے سرمایہ دار حضرات کو اپنا محاسبہ کرنا چاہئے اور ہر ایسے عمل اور برتاؤ سے باز آنا چاہئے جو ان کے لئے آخرت میں نقصان اور خسارے کا باعث ہو' اللہ تعالیٰ ہمیں فکر سلیم عطا فرمائے۔ آمین۔

زکوٰۃ کی ادائیگی میں بخل:

ہر صاحب نصاب پر سال گزرنے پر ڈھائی فیصد رقم غریبوں پر صرف کرنا یعنی زکوٰۃ دینا فرض عین ہے لیکن آج کل بہت سے سرمایہ دار ایسے ہیں جو (کروڑوں کے مالک ہونے کے باوجود) سال بہ سال حساب لگاکر زکوٰۃ ادا کرنے میں نہایت بخل سے کام لیتے ہیں اور اگر مجبوراً دینا ہی پڑے تو انتہائی تنگ دلی اور ناگواری کے ساتھ بوجھ سمجھ کر زکوٰۃ دیتے ہیں یہ انتہائی خطرناک اور بدترین جرم ہے' اس سے کاروبار کی ساری برکت جاتی رہتی ہے اور اس کی نحوست سے دیگر اچھا مال بھی خطرہ میں آجاتا ہے۔

ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بھی زکوٰۃ کا مال دوسرے مال میں مل جائے گا تو وہ اسے تباہ کرڈالے گا۔ (مشکوٰۃ/۱۵۷)

اس کا مطلب یہ ہے کہ جس مال پر زکوٰۃ واجب ہوگئی ہو اور اس میں سے زکوٰۃ نہ نکالی جائے تو یہ حصہ زکوٰۃ جب دوسرے مال سے ملے گا تو اسے بھی تباہ کرڈالے گا۔ (فضائل صدقات/۲۵۶)

نیز ایک روایت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا میں جہاں بھی سمندر یا خشکی میں کوئی مال ضائع ہوتا ہے تو وہ یقیناً زکوٰۃ روکنے کی وجہ سے ہی ہوتا ہے۔ (الترغیب والترہیب۱۳۰' فضائل صدقات/۲۵۴) اور ایک روایت میں ہے کہ جو قوم زکوٰۃ کی ادائیگی میں آنا کانی کرتی ہے اس پر قحط سالی مسلط کردی جاتی ہے' یہ تو دنیا میں ظاہر ہونے والے اثرات ہیں اور آخرت میں زکوٰۃ نہ دینے کا جو عذاب قرآن وحدیث میں بیان ہوا ہے اس کا تو یہاں تصور بھی محال ہے۔

اس لئے مالداروں پر لازم ہے کہ وہ اپنی خیر منائیں اور حساب لگاکر زکوٰۃ ہر سال ادا کرنے کا اہتمام کریں' اور کوشش کریں کہ ان کی زکوٰۃ صحیح مصرف میں خرچ ہو' اپنے قریبی رشتہ داروں کے حالات کا جائزہ لے کر زکوٰۃ سے ان کا تعاون کریں' دینی تعلیم کی اشاعت اور نادار طلبہ' مدارس کی کفالت میں صرف کریں' اور زکوٰۃ دیتے وقت ہرگز یہ نہ سوچیں کہ ہم نے رقم دے کر ان پر کوئی احسان کیا ہے بلکہ ان کا شکریہ ادا کریں کہ وہ ایک فرض کی ادائیگی میں معاون بن رہے ہیں' اگر یہ غرباء نہ ہوں تو زکوٰۃ کا فریضہ سرمایہ داروں کے ذمہ سے ساقط نہیں ہوسکتا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ قیامت کے قریب مالدار لوگ اپنی زکوٰۃ کی رقم لے کر گھومیں گے لیکن کوئی شخص اسے قبول کرنے کو تیار نہ ہوگا۔ (مسلم شریف) اس لئے آج جو مستحق زکوٰۃ فقیر دستیاب ہیں ان کا احسان مند ہونا لازم ہے کہ ان کی وجہ سے ایک فریضہ ادا ہورہا ہے۔

☆☆..................☆☆

ختم نبوۃ

مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوّت

آخری اور فیصلہ کن بات

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

"ومن عقائدنا ان عیسیٰ ویحییٰ قد ولد علی طریق خرق العادۃ۔"

(مواہب الرحمٰن ص ۷۰ روحانی خزائن ج۱۹ص ۲۸۹)

"ویقولون ان عیسیٰ تولد من نطفۃ یوسف ابیہ الی قولہ او یقال ونعوذ باللہ منہ انہ من الحرام۔"

(مواہب الرحمٰن ص ۷۲ روحانی خزائن ج۱۹ص ۲۹۲)

لیکن افسوس ہے کہ مرزا قادیانی کی لاہوری جماعت مرزا کے ایمان واعتقاد سے بھی محروم ہے۔ یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کنواری ماں کا بن باپ بیٹا نہیں سمجھتے۔ لاہوری جماعت کے امیر و قائد اول جناب محمد علی صاحب نے "لم یمسسنی بشر" کی تفسیر میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن باپ پیدا نہیں ہوئے تھے اور پھر مرزا قادیانی کی دو رخی دیکھئے کہ ازالہ اوہام ص ۱۲۷ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۲۵۴ پر لکھا ہے کہ:

"حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں۔"

"پس یہ تمام امور اس بات پر دلیل ہیں کہ قرآن کریم حضرت عیسیٰ کی پیدائش بن باپ بیان نہیں کرتا۔ لم یمسسنی بشر آئندہ مس بشر سے مانع نہیں۔"

(بیان القرآن ص ۳۱۵ طبع چہارم محمد علی لاہوری)

"کشتی نوح حاشیہ صفحہ ۱۶ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۸ پر لکھا ہے: یسوع مسیح کے چار بھائی اور بہنیں تھیں' یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں۔" (کشتی نوح ایضاً حالت حمل میں مریم کا نکاح' بتول کے عہد کو توڑنا)

مسئلہ جہاد اور مرزا غلام احمد قادیانی:

قرآن کریم میں مسلمانوں کو جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔ جہاد کی بہت سی صورتیں ہیں' ان میں سے ایک یہ ہے کہ شر و فساد کی قوتوں کو سرنگوں کرنے کے لئے تلوار اٹھائی جائے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر و ارتداد کی ایک وجہ یہ ہے کہ اسلام میں جس ضرورت کے تحت تلوار کے جہاد کا حکم دیا گیا تھا' مرزا قادیانی نے اسے منسوخ کر دیا اور اسلام کے کسی قطعی حکم کو منسوخ کر دینا کفر ہے۔ اس بحث میں ہم دو نکتے ذکر کریں گے:

اول:...... خود مرزا قادیانی کے اعتراف کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں "جہاد" کی اجازت ہونا۔

دوم:...... مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ کہ اس کے زمانے میں جہاد کا حکم منسوخ اور موقوف کر دیا گیا۔

پہلا نکتہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تلوار اٹھانے کی اجازت:

"مظلوموں کو ظالموں کے ظلم سے بچانے کے لئے حکم ہوا: "اذن للذین یقاتلون بأنھم ظلموا وان اللہ علی نصرھم لقدیر۔ الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ" (پ:۱۷) کہ جن لوگوں کے ساتھ لڑائیاں خواہ مخواہ کی گئیں اور گھروں سے ناحق نکالے گئے صرف اس لئے کہ انہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے' سو یہ ضرورت تھی جو تلوار اٹھائی گئی۔" (ملفوظات ج۱ص ۴۳)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جنگ کئے وہ تیرہ برس تک خطرناک دکھ اٹھانے کے بعد کئے اور وہ بھی مدافعت کے طور پر۔ تیرہ برس تک ان کے ہاتھوں سے آپ تکالیف اٹھاتے رہے۔ مسلمان مرد اور عورتیں شہید کی گئیں۔ آخر جب آپ مدینہ تشریف لے گئے' اور وہاں بھی ان ظالموں نے پیچھا نہ چھوڑا تو خدا تعالیٰ نے مظلوم قوم کو مقابلہ کا حکم دیا۔"

(ملفوظات ج ۷ ص ۲۸۴)

"ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائیوں کے لئے سبقت نہیں کی تھی' بلکہ ان لوگوں نے خود سبقت کی تھی۔ خون کئے' ایذائیں دیں' تیرہ برس تک طرح طرح کے دکھ دیئے۔ آخر جب صحابہ کرامؓ سخت مظلوم ہوگئے تب اللہ تعالیٰ نے بدلہ لینے کی اجازت دی۔ جیسے فرمایا: اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا (۱۴/۱۷۱) وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم (۲/۸) اس زمانہ کے لوگ نہایت وحشی اور درندے تھے۔ خون کرتے تھے' جنگ کرتے

تھے طرح طرح کے ظلم اور دکھ دیتے تھے۔ ڈاکوؤں اور لٹیروں کی طرح مار دھاڑ کرتے پھرتے تھے اور ناحق کی ایذا دہی اور خون ریزی پر کمر باندھے ہوئے تھے خدا تعالیٰ نے فیصلہ دیا کہ ایسے ظالموں کو سزا دینے کا اذن دیا جاتا ہے اور یہ ظلم نہیں بلکہ عین حق اور انصاف ہے۔"

(ملفوظات ج ۹ ص ۳۶۶'۳۶۷)

مرزا غلام احمد قادیانی کے ان اقوال سے یہ بات واضح ہوگئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تلوار کا جہاد صرف مدافعت کے لئے تھا۔ دوسرے الفاظ میں اسلام صرف دفاعی جنگ کا قائل ہے اور اسی دفاع کو "مسئلہ جہاد" کہا جاتا ہے۔ لیکن مرزا غلام احمد قادیانی نے "مسیح موعود" کا دعویٰ کرکے جہاد کے منسوخ ہوجانے کا اعلان کردیا' مندرجہ ذیل حوالے ملاحظہ فرمایئے:

مرزا غلام احمد کے آنے پر جہاد کا حکم منسوخ:

"اس حدیث سے بھی ثابت ہے کہ مسیح کے وقت میں جہاد کا حکم منسوخ کردیا جائے گا۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں بھی مسیح موعود کی صفات میں لکھا ہے کہ یضع الحرب یعنی مسیح موعود جب آئے گا تو جنگ اور جہاد کو موقوف کردے گا۔" (حاشیہ تجلیات الٰہیہ ص ۸ روحانی خزائن ج ۲۰ ص ۴۰۰)

"جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ کے وقت میں اس قدر شدت تھی کہ ایمان لانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا' اور شیر خوار بچے بھی قتل کئے جاتے تھے پھر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بچوں اور بڈھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا اور پھر بعض قوموں کے لئے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دے کر مؤاخذہ سے نجات پانا قبول کیا گیا اور پھر مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کردیا گیا۔" (حاشیہ اربعین نمبر ۴ ص ۱۳ روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۴۴۳)

اس عبارت میں مرزا قادیانی نے تین الگ الگ زمانوں میں جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی تین حالتیں لکھی ہیں:

اول:...... موسیٰ علیہ السلام کا دور' اس میں لڑائی کا حکم بہت سخت تھا۔

دوم:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ' اس میں لڑائی کے حکم میں تخفیف کی گئی۔

سوم:...... مرزا غلام احمد قادیانی کا زمانہ اس

HB™
A Trustworthy Name
HAMEED BROS JEWELLERS
3,MOHAN TARRACE, SHAHRA-E-IRAQ, SADDAR, KARACHI-3.
حمید برادرز جیولرز
3 موہن ٹیرس' نزد جلال دین' شاہراہ عراق' صدر کراچی

ختم نبوۃ

میں جہاد یکسر منسوخ اور بند کر دیا گیا۔

''آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا۔ خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے۔ وہ اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرمادیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے۔ سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں۔''

(اشتہار چندہ منارۃ المسیح ضمیمہ خطبہ الہامیہ ص ۲۸'

۲۹ روحانی خزائن ج ۱۶ ص ۲۸)

''اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔''

(درخواست مرزا کتاب البریہ ص ۳۴۷' روحانی خزائن ج ۱۳ ص ۳۴۷' مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۹)

''اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے
دین کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد''

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۷ روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۷۸)

''دیکھو میں ایک حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں' وہ یہ ہے کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے۔'' (گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ص ۱۴' روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۱۵)

''مسیح موعود کا یہی کام ہے کہ وہ لڑائیوں کو بند کر دے' کیونکہ یضع الحرب اس کی شان میں آیا ہے۔''

(ملفوظات احمدیہ ج ۵ ص ۱۰۳)

''ہم نے صاف طور پر اعلان کیا ہے کہ اس وقت جہاد حرام ہے کیونکہ جیسے مسیح موعود کا وہ کام ہے یضع الحرب بھی اس کا کام ہے۔ اس کام کی رعایت سے ہم کو ضروری تھا کہ جہاد کے حرام ہونے کا فتویٰ صادر کریں۔ پس ہم کہتے ہیں کہ اس وقت دین کے نام سے تلوار یا ہتھیار اٹھانا حرام

باقی صفحہ 16 پر

ختم نبوۃ

دوسری قسط

قادیانی جماعت کے نام کھلا خط

مولانا مفتی محمد امتیاز

ضابطہ:۴: مرزا صاحب نے لکھا ہے:

"بدخیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق و کذب جانچنے کے لئے ہماری پیشگوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں۔" (روحانی خزائن ص۲۸۸ ج۵)

دوسرے مقام پر لکھا ہے:

"علاوہ اس کے جن پیشگوئیوں کو مخالف کے سامنے دعوئی کے طور پر پیش کیا جاتا ہے وہ ایک خاص طور کی روشنی اور ہدایت اپنے اندر رکھتی ہیں اور ملہم لوگ حضرت احدیت میں خاص طور پر توجہ کرکے ان کا زیادہ تر انکشاف کرالیتے ہیں۔" (ازالہ اوہام ص۱۹۸٬۱۸۸)

اس ضابطہ کا حاصل یہ ہے کہ مرزا صاحب کی ہر وہ پیشگوئی جو انہوں نے دشمن کے سامنے بطور دعوئی اور حق وصداقت کا معیار بنا کر پیش کی ہے وہ ضروری تھی اور پوری ہوگی' اگر کوئی ایک پیشگوئی غلط ثابت ہوگئی تو مرزا جھوٹا ہو جائے گا اور اس کے تمام دعاوی غلط ہوں گے اور پوری امت مرزائیہ گمراہ اور دائرہ اسلام سے خارج ہوگی۔ اور مرزا خود اپنے قول کے مطابق رسوا ہوگا' جیسا کہ مرزا لکھتے ہیں:

"اور باوجود میرے اس اقرار کے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ کسی انسان کا اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔" (خزائن ص۳۸۳ ج۱۵)

اس حوالہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مرزا کی رسوائی کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ کسی ایک پیشگوئی میں جھوٹا ثابت ہو جائے' بفرض محال اس کی کچھ پیشگوئیاں سچی بھی نکلیں تو وہ اس کے دعوئی کی صداقت کی دلیل نہیں بن سکتیں' ایسے تو بہت سے منجموں کی پیشگوئیاں بھی سچی نکلتی رہتی ہیں' ہاں کسی ایک پیشگوئی کا جھوٹا نکلنا اس کے کاذب ہونے کی صریح دلیل ہے۔

یہ بھی ذہن میں رکھئے کہ مرزا صاحب نے بعض پیشگوئیوں کے پورا نہ ہونے کی صورت میں اپنے آپ کو تمام شیطانوں' بدکاروں اور لعنتیوں سے بدتر گردانا ہے' جس سے معلوم ہوتا ہے مرزا بڑا شیطان بدکار اور لعنتی شخص تھا۔ مرزا صاحب نے لکھا ہے:

"میں اس وقت اقرار کرتا ہوں اگر یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا اٹھانے کے لئے تیار ہوں' مجھ کو ذلیل کیا جائے' روسیاہ کیا جائے' میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جاوے' مجھ کو پھانسی دی جاوے' ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا' ضرور کرے گا' ضرور کرے گا' زمین آسمان ٹل جائیں' پر اس کی باتیں نہ ٹلیں' اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لئے سولی تیار رکھو اور تمام شیطانوں' بدکاروں اور لعینوں سے مجھے زیادہ لعنتی قرار دو۔" (روحانی خزائن ص۲۹۱ ج۶)

قارئین کرام! مرزا صاحب کی یہ پیشگوئی عبداللہ آتھم کے متعلق ہے جو ایک پادری تھا' مرزا نے اس سے مناظرہ کیا' پندرہ دن برابر مناظرہ ہوتا رہا' نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا شکست کھا گیا' پھر گھر آکر اس نے عبداللہ آتھم کے متعلق یہ پیشگوئی گھڑی' لیکن ہوا یہ کہ مرزا صاحب کی بتائی ہوئی مدت گزر گئی اور عبداللہ آتھم نہ مرا' اس کے بعد عیسائیوں نے بٹالہ کے اندر آتھم کو ہاتھی پر سوار کیا ہار پہنائے اور جلوس نکالا' مرزا کا پتلا بنا کر اس کا منہ کالا کیا اور اس

کے گلے میں رسہ ڈال کر اس کو پھانسی دی اور پھر جلا کر دفن کیا۔

قارئین کرام! مرزا اس پیشگوئی میں رسوا اور ذلیل ہوا' تو مٹی کی ناک بنانے کے لئے دوراز کار تاویلات شروع کیں' ان تاویلات کا بار آور نہ ہونا اور ان کا مرزا کے لئے کار آمد نہ ہونا انتہائی واضح ہے' ہمیں تاویلات اور ان کے رقیق ہونے سے متعلق کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔

سوالات:

س:۱: اصول:۱ کے مطابق مرزا صاحب کے کسی دعویٰ کا اعتبار نہیں' کیونکہ مرزا کے کئی جھوٹ ثابت ہیں' جن کی تفصیل ''کذبات مرزا صاحب'' کے عنوان کے تحت گزر چکی ہے۔ ہم پورے عالم کے مرزائیوں کو چیلنج دے کر پوچھتے ہیں کہ کیا یہ جھوٹا اپنے تحریر کردہ اصول کی رو سے مردود' شیطان اور گمراہ نہیں ہے؟

س:۲: اگر مرزا صاحب کے کسی چیلے کو اس کے کاذب اور جھوٹا ہونے میں شبہ ہے تو ہمارے پانچ پیش کردہ جھوٹ کو غلط ثابت کردیں۔ ہم اعلان کرتے ہیں کہ ہر ایک جھوٹ کے غلط ثابت ہونے پر ہم دس ہزار نقد پاکستانی روپیہ انعام دیں گے' ذرا ہمت کر کے کوئی میدان میں آئے۔

س:۳: مرزائی ٹولہ کے بعض مربیوں کو دیکھا ہے کہ وہ اس اصول پر بات تک نہیں کرتے' بلکہ اس کو صحیح تک نہیں سمجھتے' اب ہم مرزائی امت سے یہ سوال کرتے ہیں کہ تمہارے نبی نے اس اصول کو قرآن کے خلاف لکھا ہے یا قرآن کے مطابق؟ اگر خلاف ہے تو قرآن کریم کے خلاف لکھنے والا نبی کیسے ہوگیا؟ قرآن کے اگر مطابق ہے تو قرآن کے اس اصول کے مطابق مرزا گمراہ ثابت ہوتا ہے' تو پھر یہ مرزائی ٹولہ مرزا صاحب پر لعنت کیوں نہیں بھیجتا؟

س:۴: اصول نمبر۲ کا تقاضا بھی یہی ہے کہ مرزا جھوٹا اور مکار تھا' خود گمراہ تھا اور دوسروں کو گمراہ کرنے میں انتہائی مکاری سے کام لیتا تھا۔

مرزائی امت سے ہمارا یہ سوال ہے کہ جب مرزا صاحب کی ایک ہی نہیں بلکہ اکثر بلکہ ساری وہ پیشگوئیاں جن کو مخالفین کے سامنے بطور دعویٰ پیش کی ہیں کہ اگر یہ سچی تو میں سچا' جھوٹی تو میں جھوٹا' غلط ثابت ہوئی ہیں اور ان میں سے ایک بھی پوری نہیں ہوئی' اب اس اصول نمبر۲ کے پیش نظر مرزا جی کو گمراہ' رسوا اور شیطان کہنا جائز ہوگا یا نہیں؟ نیز مرزا جی پر ایمان لانے والوں کا کیا حکم ہے؟

س:۵: مرزا صاحب نے اپنی موت کے متعلق پیشگوئی کی کہ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں؟ (حمامۃ البشریٰ ص ۱۵۵ تذکرہ جدید ص ۵۹۱ قدیم ۵۸۴)

قارئین کرام! ہمارا دعویٰ ہے کہ مکہ میں مرنا تو درکنار مرزا صاحب کو مکہ و مدینہ دیکھنا بھی نصیب نہیں ہوا۔ سیرۃ المہدی میں لکھا ہے:

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا جی) نے حج نہیں کیا اور نہ اعتکاف کیا اور زکوٰۃ نہیں دی' تسبیح نہیں رکھی' میرے سامنے ضب یعنی گوہ کھانے سے انکار کیا۔''

(سیرۃ المہدی حصہ سوم ص ۱۱۹)

اس حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کو مکہ جانا نصیب نہیں ہوا' بلکہ سیرۃ المہدی میں صراحتاً لکھا ہے کہ مرزا کی وفات لاہور میں دستوں والی جگہ ہوئی۔ (سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۱)

قارئین کرام! ہم مرزا کی ذریت سے پوچھتے ہیں کہ مرزا صاحب کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی یا نہیں؟ کیا لاہور میں مرنا مرزا صاحب کے صاحبزادہ کی لکھی ہوئی سیرت سے واضح نہیں ہوتا؟ کیا لاہور اور مکہ و مدینہ علیحدہ علیحدہ شہر نہیں؟ ہم پوری دنیا کے مرزائیوں کو چیلنج دے کر یہ پوچھتے ہیں کہ کیا مرزا کی وفات لاہور میں بمرض ہیضہ دستوں والی جگہ نہیں ہوئی؟

س:۶: آج کل اکثر ہٹ دھرم اور ضدی قسم کے مرزائی بمرض ہیضہ فوت ہوجانے کا انکار کرتے ہیں' حالانکہ ان کا یہ انکار دو وجہ سے غلط ہے:

وجہ نمبر۱: قے اور دست دونوں جب اکٹھے ہوجائیں تو اس کو ہیضہ کہتے ہیں' اور مرزا صاحب میں یہ دونوں چیزیں جمع ہوئیں تھیں۔ مرزا صاحب کا صاحبزادہ لکھتا ہے:

''والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا) کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا مگر اس کے بعد تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے اور آپ آرام سے لیٹ کر سوگئے اور میں بھی سوگئی لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک یا دو دفعہ رفع حاجت کے لئے آپ پاخانہ تشریف لے گئے' اس کے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا تو آپ نے ہاتھ سے مجھے جگایا' میں اٹھی تو آپ کو اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چارپائی پر ہی لیٹ گئے اور میں آپ کے پاؤں دبانے کے لئے بیٹھ گئی

تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا: تم اب سو جاؤ' میں نے کہا: نہیں! میں دباتی ہوں' اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانہ نہ جاسکتے تھے اس لئے میں نے چارپائی کے پاس ہی انتظام کر دیا اور آپ وہیں بیٹھ کر فارغ ہوئے اور پھر اٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی مگر ضعف بہت ہو گیا تھا' اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو قے آئی' جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ لیٹتے لیٹتے پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہو گئی۔''

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۱)

مندرجہ بالا عبارت سے دو باتیں روز روشن کی طرح عیاں ہوئیں:

۱:.....مرزا صاحب کا ہیضہ سے مرنا۔

۲:.....مرزا صاحب کا عارضی استنجاخانہ میں گر کر مرنا۔

وجہ نمبر۲: مرزا صاحب نے خود ہیضہ کا اقرار کیا ہے' مرزا صاحب نے اپنے خسر میر ناصر نواب کو بلا کر کہا کہ: ''میر صاحب! مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے۔'' (حیات ناصر ص ۱۴)

قارئین کرام! ہم مرزا صاحب کے پوتے مرزا طاہر اور اس کے تمام چیلوں کو چیلنج کرتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ کیا ان دو حوالوں کے بعد ہیضہ کا انکار کرنا جائز ہے؟ مرزا صاحب کے اس اعتراف کے بعد کہ: ''مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے'' اب کسی انکار یا تاویل کی گنجائش ہے؟ جبکہ یہ بھی معلوم ہے کہ مرزا صاحب نے طب کی کتابیں بھی پڑھی ہوئی تھیں۔

س ۷: مرزا صاحب نے اپنی عمر کے متعلق جو پیشگوئی کی تھی وہ بھی پوری نہیں ہوئی۔ مرزا صاحب نے لکھا ہے:

''خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ میری پیشگوئیوں سے صرف اس زمانہ کے لوگ ہی فائدہ نہ اٹھائیں بلکہ بعض پیشگوئیاں ایسی ہوں کہ آئندہ زمانہ کے لوگوں کے لئے ایک عظیم الشان نشان ہوں' جیسا کہ براہین احمدیہ کتاب کی پیشگوئی کہ میں تجھے اسی برس یا چند سال زیادہ یا اس سے کچھ کم عمر دوں گا۔'' (روحانی خزائن ص ۱۵۲ ج ۱۰)

مزید لکھتے ہیں:

''خدا تعالیٰ نے مجھے صریح الفاظ میں اطلاع دی تھی کہ تیری عمر اسی (۸۰) برس کی ہوگی اور یہ کہ پانچ چھ سال زیادہ یا پانچ سال کم اور جو ظاہر الفاظ وحی کے وعدہ کے متعلق ہیں وہ تو چوہتر (۷۴) اور چھیاسی (۸۶) کے اندر اندر کا تعین کرتے ہیں' بہرحال میرے پر تہمت ہے کہ میں نے اس پیشگوئی کے زمانہ کی کوئی بھی تعیین نہیں کی اور خدا تعالیٰ بار بار اپنی وحی میں فرمارہے ہیں کہ ہم تیرے لئے یہ نشان دکھلائیں گے اور ان کو کہہ دے کہ یہ نشان میری سچائی کا گواہ ہوگا۔''

(روحانی خزائن ص ۱۰۰ ج ۲۲)

اس پیشگوئی کا حاصل یہ ہے کہ مرزا صاحب کی کل عمر کم از کم چوہتر (۷۴) سال اور زیادہ سے زیادہ چھیاسی (۸۶) سال ہوگی۔

مرزا صاحب کی یہ پیشگوئی بھی غلط ثابت ہوئی کیونکہ مرزا صاحب ۶۸ یا ۶۹ سال کی عمر میں مر گئے۔ اس کی دلیل مرزا صاحب کی تاریخ پیدائش اور تاریخ وفات کا حساب ہے۔

مرزا صاحب کی پیدائش: بقول مرزا صاحب کہ: ''میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں ہوئی۔'' (خزائن ص ۱۷۷ ج ۱۳)

مرزا کی وفات: بقول صاحبزادہ بشیر احمد ایم اے: مرزا صاحب کا یوم وصال ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء کو اخبار عام میں شائع ہوا۔ (ریویو آف ریلیجنز جلد ۱۴ نمبر ۳' ص ۱۱۰)

مرزا صاحب کی کل عمر: ۱۹۰۸ء منفی ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء = ۶۸ یا ۶۹ سال۔ پیشگوئی کی کم از کم مدت ۷۴ سال ہے اور مرزا صاحب ۶ یا ۵ سال پہلے ۶۸ یا ۶۹ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔

الحاصل پانچ' چھ سال کے فرق سے مرزا کی سچائی کا یہ عظیم الشان نشان بھی مرزا کے کذب کا عظیم الشان نشان اور زندہ جاوید ثبوت بن گیا۔

قارئین کرام! اب ہم مرزائی ٹولہ سے پوچھتے ہیں کہ آپ کے نبی نے جو تاریخ پیدائش خود لکھی ہے' صحیح یا غلط؟ تمہارے نبی نے جھوٹ لکھا ہے یا سچ؟ اگر جھوٹ لکھا ہے تو کیا جھوٹا نبی ہو سکتا ہے؟ اگر سچ لکھا ہے تو کیا نبی کی پیشگوئی غلط ہو سکتی ہے؟ جبکہ مرزا صاحب کی یہ پیشگوئی اس صورت میں غلط ثابت ہوتی ہے۔

(باقی آئندہ)

حمد باری تعالیٰ جل جلالہ

حکیم خان حکیم

زمیں تجھ سے اور آسماں تجھ سے ہے
الٰہی یہ سارا جہاں تجھ سے ہے
یہ پھل پھول بوٹے تو نے اگائے
سمندر پہاڑ اور دریا بنائے
فلک کو بنایا ستاروں کا مسکن
زمیں کو بنایا بہاروں کا مسکن
پرندوں کو تو نے دیئے بال و پر
جو ہیں محو پرواز شام و سحر
یہ دلکش فضائیں یہ منظر سہانے
ترے دم سے ہیں سب خوشی کے زمانے
شمس و قمر نے ضیاء تجھ سے پائی
ہے محتاج تیری ساری خدائی
ہر اک شے کو تو نے بنایا ہے نایاب
نہیں تیری قدرت کا کوئی جواب

REGD. NO. SS-160

کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

قادیانی

ہمارے نوجوانوں کو ورغلا
کر مُرتد بنا رہے ہیں
اس مقصد کے لئے
وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

ختم نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتا ہے، جس میں سیرتِ رسولِ آخریںؐ، سیرتِ الصحابہؓ، دینی و اصلاحی مضامین شائع کئے جاتے ہیں مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے

الحمد للہ

یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین ماریشس، جنوبی افریقہ، سعودی عرب، نائجیریا، قطر، بنگلہ دیش، آسٹریلیا اور دنیا کے کئی دیگر ملکوں میں جاتا ہے۔

تعاون کا ہاتھ بڑھایئے

خریدار بنیئے — بنائیے

اشتہارات دیجئے

مالی امداد فراہم کیجئے

جب آپ حق پر ہیں تو

آپ نے ناموسِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کیا انتظام کیا؟
کیا یہ آپ کی ذمہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟
اگر ہے تو آج ہی ملّت اسلامیہ کے بین الاقوامی ہفت روزہ

ہفت روزہ ختم نبوۃ

کا مطالعہ کیجئے

خوبصورت ٹائیٹل
کمپیوٹر کتابت
عمدہ طباعت

ہر جمعہ کو پابندی سے شائع ہوتا ہے

انشاءاللہ اِس میں دُنیا و آخرت کا فائدہ ہے